یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۲ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ | نمبر ۹

فہرست مضامین

قیمت سالانہ۔ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے ۳

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور شیخ عبدالسلام صاحب ... نے شائع کیا

۵ر اکتوبر کا تشحیذ وی پی ہوگا

میں نہایت ادب سے اپنے معزز مہربان قدردان ناظرین تشحیذ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ تشحیذ کے خریدار اسقدر کم ہیں کہ ان تمام کے چندہ سے سالانہ وصول ہونے پر اخراجات متعلقہ ضروریہ پورے نہیں ہو سکتے لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہر رسالہ کے نکلنے پر تعریفی خطوط تو بہت سے آجائیں کہ بس ایک رسالہ ہی ایسا مکمل اور مفید ہے کہ سالانہ قیمت وصول ہوگئی مگر حال یہ ہو کہ جب وی پی کیا جائے تو بہت سے احباب ایسے ہیں جو واپس فرمادیں فروری ۲۰ء میں تشحیذ کے وی پی بھیجے گئے کوئی اڑھائی سو کے قریب واپس آگئے پھر ماہ جولائی میں وی پی کئے گئے تاکہ واپس کرنے والوں سے سال رواں کی قیمت وصول ہوسکے پھر بھی نصف سے زیادہ واپس آگئے اب تیسری مرتبہ ۵- اکتوبر کا پرچہ وی پی کیا جائیگا میں امید کرتا ہوں کہ اب کرم فرمایان تشحیذ نوازش براہ نہ سے کام لیکر اپنا اپنا ذمگی بقایا ادا فرمادینگے کیونکہ اب اسکے بعد تو ۵ر دسمبر کو سال آئندہ ۲۱ء کے لئے وی پی ہونگے یہی موقعہ ہے اسکے علاوہ درخواست کی جاتی ہے کہ تشحیذ کی توسیع اشاعت میں سعی بلیغ کی جائے۔ اور یہ کتابیں جو ہیں ان کو خریدنے سے بھی کارخانہ کی امداد ہوگی۔

قبولیت دعا کے چھیاسی گر ہر ایک طریق جو دعا کی قبولیت کا مندرج ہے اسکے ساتھ وہ آیت یا حدیث بھی ہے جس سے مستنبط ہے قیمت صرف ۱۰ر

مجموعہ الہامات حضرت اقدس حضرت اقدس کے تمام الہامات کشوف رؤیا تین جلدوں میں جمع کئے گئے ہیں پہلے قیمت عہر تھی اب عارضی طور پر عہ کردی گئی ہے جلد منگوالیں ورنہ پھر طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔ جو جلد نہیں مل سکیگی اور قیمت بھی دگنی ہوگی۔

ختم نبوت کی حقیقت تشحیذ ۱۰ اگست میں حضرت مسیح موعود کی تمام تحریریں جمع کردیگئی ہیں جو مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ہیں ۲ر فی رسالہ

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اس پیشگوئی پر جو اعتراضوں کا جواب جو اس رسالہ کے ساتھ ہے الگ بھی چھپوایا گیا صرف ۔ر قیمت ہے زیادہ تعداد میں منگوا کر اپنے اپنے حلقہ اثر میں تقسیم کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء

احادیث کی ہر مذہب میں ضرورت ہے

"اس مضمون میں پہلے فاضل مضمون نگار نے عیسائیوں کے عالم اکبر مسیح کے جواب میں یہ دکھایا ہے کہ عیسائیوں کے عقائد کا اکثر حصہ بھی احادیث پر مبنی ہے۔" (ایڈیٹر)

دو امر جو تاویل القرآن کی روح و رواں ہیں

مشہور و معروف پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس صاحب نے جون ۱۸۹۲ء میں مسٹر اکبر مسیح آزاد کی نسبت لکھا تھا (نور افشاں) کہ "موٹی اور صاف باتوں میں عبث تاویلیں ڈھونڈنا بجز شہرت حاصل کرنے کی خواہش کے اور کچھ معنے ان تاویلات رکیکہ کے نہیں ہو سکتے۔" مسٹر اکبر مسیح کی تاویلات رکیکہ کی یہ ایک بہت ہی سچی اور صحیح تعریف ہے مسٹر موصوف کی تصنیفات یا خیالات کی خود ستائی نے پہلے تو اپنے گھر کی خوب خبر لی پھر آپ نے اسلام پر وار کرنے شروع کئے مگر یہ وار کیسے تھے ان کی تعریف پادری جی ایل ٹھاکر داس نے خوب بتا دی۔ چنانچہ اسی قسم کی تاویلات رکیکہ کے نتائج مسٹر اکبر مسیح کی بعض وہ تصنیفات ہیں جو انہوں نے اسلام کے خلاف شائع کیں منجملہ ان کے ایک کتاب تاویل القرآن ہے۔ ہم اس رسالہ مذکور کو کوئی نغبہ قابل جواب نہیں سمجھتے کیونکہ پادری صاحبان کی اس قسم کی تمام تحریرات غزائد یکساں پامالی کی ہوا کرتی ہیں مگر پھر بھی شائقین کے لئے مشتے نمونہ از خروارے کو مد نظر رکھ کر

اسپر کچھ لکھا جاتا ہے۔

مسٹر اکبر مسیح کی اس کتاب کا اصل ماحصل یا لب لباب یہ ہے کہ وہ فرقہ اہل قرآن کے بہت مداح ہیں جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اسلامی علم احادیث کی صحت کا انکاری اور اسے عدم ضرورت کا ایک فصل بتاتا ہے ہے مولوی عبداللہ صاحب کی وہ از حد تعریف کرتے ہیں چنانچہ مسٹر موصوف لکھتے ہیں۔ "اہل قرآن نے حدیث کی جانب جو نظر کی تو اسکو ایک بسیط جنگل پایا جو ہر طرف خس و خاشاک سے اٹا ہوا ہے جس کا طے کرنا امر محال تھا حدیثیں ہیں پر شمارہ کی پشتارہ سرے سے آخر تک نرا بکھیڑا جتنے منہ اتنی باتیں نہ راوی کا ٹھکانا نہ روایت کا آخر کار یہاں تک پہنچا ہے، اہل قرآن کو کہنا پڑا۔ حدیثوں کی طرف نظر دوڑائیں تو بیشک ان میں زمین و آسمان کا فرق بتائینگے" تاویل القرآن صفحہ ۱۲۔ پھر اسکے علاوہ دوسری بات جس پر اکبر مسیح صاحب زور دیتے ہیں یہ ہے کہ "شیعہ قرآن کے تلف اور نقصان ہوجانے کے معترف ہیں"۔

یہ دو امر ہیں جو رسالہ تاویل القرآن کی روح رواں ہیں مگر ہم دکھلاتے ہیں کہ یہ ہر دو اعتراضات کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

الزامی جواب پہلے اعتراض کا

اول۔ اہل قرآن کا علم احادیث کو ترک کر دینا اور شیعہ جماعت کا قرآن کریم کے نقصان کا اعتراف اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ کسی دیانتدار محقق مصنف کی نظر و خیال میں کسی مذہب کے ایک فرقہ کی اعتقادی غلطی صاحب تحقیق و تفحص کی تصنیفات کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ مگر ہمارے مسٹر اکبر مسیح پھولے نہیں سماتے لیکن سوال صرف یہ ہے کہ اگر شیعہ اور اہل قرآن کی اعتقادی کمزوریاں اسلام کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہیں تو مسیحی فرقہ جات کی تعداد ہر ایک دوسرے فرقہ کو ہڑپ کر جانے کے لئے طیار ہے مثلاً رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ کے اعتقادی وہ مسائل جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ کسی مسلمان کو یہ نہیں بتلاتے کہ فرقہ مسیحی بالکل غلط ہے کیونکہ پراٹسٹنٹ رومن کیتھلک پر اور رومن کیتھلک پروٹسٹنٹ پر بہتیرا لعن طعن کرتے ہیں ظاہر ہے کہ مسیحی مذہب کے خلاف ایسے معترض کی یہ دلیل کوئی دلیل نہیں۔

ہم مسٹر اکبر مسیح اور اس کے ہمصفیروں سے پوچھتے ہیں کہ اگر فرقہ چکڑالوی اور شیعہ لوگوں کے خیالات سچے ہیں اور بخیال شما اسلام کو بیخ و بن سے اکھیڑنے والے ہیں تو فرقہ ابیونی کی طرف آپ کی توجہ ہونی چاہئے۔ یہ فرقہ پچھلے وقتوں میں ایک مشہور فرقہ تھا چنانچہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت

عیسٰیؑ صرف ایک آدمی تھے اور مقدسہ مریم اور یوسف نجار سے اور آدمیوں کی طرح پیدا ہوئے تھے۔ موسٰیؑ کی شریعت کی اطاعت صرف یہودیوں پر ہی نہیں بلکہ سب پر واجب ہے اور عہد عتیق کے احکام پر عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے اور مقدس پولوس جو اس امر کو ضروری نہیں کہتا تو مقدس پولوس کے حق میں وہ بہت برا کہتے تھے اور رسول پولوس کی تحریرات کی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے یہ فرقہ پہلی صدی مسیحی میں تھا دیکھو تواریخ موشائم صاحب جلد ا صفحہ ۱۷۰

ایک دوسرا مسیحی فاضل اپنی مستند کتاب میں مقدس اوریجن کا قول یوں نقل کرتا ہے کہ فرقہ ابیونی کے دو اول گروہ کے لوگ پولوس کے نامجات کو بالکل نہیں مانتا تھا اور مقدس پولوس کے حق میں بہت کفر بکتا تھا دیکھو کتاب الاسناد جلد ششم صفحہ ۳۸۳ مصنفہ لارڈنر

اور علاوہ ازیں لارڈنر فرقہ مانی کنیز کے حال میں یوں لکھتا ہے کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ توریت اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولنے والا اصلی خدا نہیں اور عہد جدید کی مقدس کتابوں میں سخت الحاق کا قائل ہے۔ اور مقدس کتابوں کے الزامی بیانات اسکی پسندیدگی پر انحصار رکھتے ہیں اور موسٰی اور یہودیوں کے پیغمبروں کی نسبت اسکا یقین ہے کہ اصلی سچے خدا کے ساتھ انکا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور وہ یوحنا ماٹ سے اسکی سند پکڑتے تھے اور یہ اگستائنس اور فاسٹس کے اقوال مصنّف نے نقل کئے ہیں دیکھو لارڈنر کی کتاب مذکور جلد سوم

پس ہم مسٹر اکبر مسیح اور اسکے ہمنوا دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ خود دیکھ لیں کہ ان کے گھر کا کیا حال ہے؟

الزامی جواب تحریف والے اعتراض کا + بھلا اکبر مسیح صاحب فرما دیویں۔ یا اب ان کے دوسرے دوست جواب دیویں کہ اگر کوئی مسیحی فلاسفر یا فیلسوف طبعی کی راہ سے خدا تعالےٰ کے وجود کا انکار کرے، تو کیا اس سے یہ ثابت ہوگا کہ خدا در اصل کوئی چیز نہیں۔ تعجّب!

باقی رہا یہ امر کہ شیعہ قرآن کے نقصان کے معترف ہیں" اسکے جواب میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ مطابق قول فاسٹس صاحب کے مانی کنیز کا عہد جدید کی نسبت یہ عقیدہ ہے کہ "سب عہد جدید واجب التسلیم نہیں اور اسکی کوئی کتاب کسی حواری یا تابعی کی تصنیف نہیں ہے" دیکھو کتاب الاسناد جلد سوم

پھر اور بھی سنو اخود یونیٹرین لوگ عہد جدید میں الحاق کے قائل ہیں جیسا کہ متی کے ابواب پہلے دو تک لوقا نمبر اسٹ یوحنا کی انجیل پانچواں باب وغیرہ کتاب اسناد مصنفہ نورٹن کا صفحہ ۶۳

پس اکبر مسیح صاحب جیسے معترض کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ کسی فرقہ کا ایک امر کو رد کرنا یہ ثابت

نہیں کرتا کہ دراصل وہ مسئلہ صحیح نہیں کیونکہ فلاں فرقہ اس کو نہیں مانتا لیکن اگر اس اصول کو قابل استعمال سمجھا جائیگا تو پھر سب مذاہب سے زیادہ نقصان اس کا مسیحی مذہب کو ہوگا۔

اب ہی یہ بات کہ احادیث لیشمارہ کی لپشمارہ ہیں ان کے راویوں کا ٹھکانا نہیں ہے آپس میں ایک دوسرے کی نسبت ان میں اختلاف وتضاد پایا جاتا ہے ذیل میں ہم اس کا وہ مفصل ومدلل جواب تحریر کرکے ناظرین کو بتلاتے ہیں کہ یہ اعتراض کیسا بودہ اور بیہودہ ہے۔ اور پھر خاصکر مسیحیت کا کچھ نہیں چھوڑتا۔

احادیث کس اہتمام سے جمع ہوئیں۔

اہل اسلام میں احادیث کے حفظ کرنے میں بہت اہتمام سے کام لیا گیا ہے احادیث کا جمع ہونا تابعین صحابہ کے زمانہ سے شروع ہوا۔ اور تابعین میں زہری اور ربیع اور جمیع اور سعید وغیرہ نے جمع کرنا شروع کیں لیکن انہوں نے احادیث کو ترتیب وار نہ کیا تھا بلکہ صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ کی احادیث کو ملاکر لکھا تھا اور جب تیسرا طبقہ پیدا ہوا۔ انہوں نے بڑی کوشش سے فقہ کے ابواب کی طرح یوں لکھا کہ احادیث نماز ایک باب میں۔ روزہ کی حدیثیں ایک باب میں اور علیٰ ہذا القیاس ہر ایک قسم کی احادیث کو علیحدہ علیحدہ ابواب اور الگ الگ فصل میں ضبط کیا اور اس طبقہ کے لوگوں میں سے مدینہ میں امام مالک نے جس کی پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی کتاب موطا لکھی اور مکے میں ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریح نے اور شام میں عبد الرحمن اوزاعی نے اور کوفہ میں سفیان ثوری نے اور بصرہ میں حماد بن سلمہ نے کتب لکھیں اور جب بخاری کے زمانہ کی نوبت پہنچی تو اس نے چاہا کہ بڑی کوشش سے ایک کتاب بنا ان میں بڑی قوی احادیث کو جمع کیا جن کے سب راوی عدم تام الضبط ہوں اور جس احادیث کے راویوں میں سے کسی راوی میں کچھ نقصان عدالت یا ضبط کا پایا اس حدیث کو ترک کیا۔

عدل کے معنے۔ اہل اسلام کو اول ہی سے اس بات کا بڑا اہتمام رہا ہے کہ کوئی وضعی حدیث صحیح حدیث کا درجہ پاکر دوزخ میں ڈالنے کا وسیلہ نہ بن جاوے اسلئے انہوں نے بڑی غور اور نہایت تلاش کرکے صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز رکھا۔ اور اسکے واسطے ایک ضابطہ باندھا کہ ہر کوئی اس کے وسیلے سے صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز کر سکے اور نہایت سعی سے کتب اسناد تصنیف کیں تاکہ ان سے ہر کوئی معلوم کر سکے کہ فلاں حدیث کے راوی کیسے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے اور کب مرے اور کیا مذہب رکھتے تھے اور ان کی عدالت ودیانت کیسی تھی اور ان کا حافظہ کیسا تھا پس اس ضابطہ کے مطابق اگر ثابت ہو کہ حدیث کا راوی عاقل مسلم عدل تام الضبط ہے تو معتبر نہیں تو غیر معتبر شمار کیا جائیگا اور عدل اسکو

کہتے ہیں کہ پرہیزگار ہو۔ اور شرک جھوٹ۔ بدعت و فسق سے بیزار ہو۔ اور اسی طرح ان چیزوں کو بھی جو خسیس ہیں اور ہمت و مردانگی کی مخالف مثلاً کسی چیز میں سے کچھ تھوڑا سا چرالینا۔ رذیلہ اور سفیہ اشخاص کی مجالس میں نشست و برخاست کرنا نہ کرتا ہو۔ اور اگر ثابت ہو جاوے کہ ساری عمر میں اس نے حدیث کی روایت میں دیدہ و دانستہ کذب بیانی سے کام لیا ہے تو حدیث مروی اس کی غیر معتبر شمار ہوگی گو وہ جھوٹ بولنا ایک دفعہ ثابت ہو۔ پھر اگرچہ وہ تائب ہو جائے لیکن اس سے نقل کی ہوئی حدیث معتبر نہ شمار کی جاوے گی۔ اور اگر حدیث میں اس کا جھوٹ کہیں ثابت نہیں ہوا مگر معاملات دنیوی میں جھوٹ بولتا ہے تو اسکی حدیث کا بھی اعتبار نہیں۔ اور اسی طرح فاسق کی حدیث بھی غیر معتبر ہے اور مبتدع کی حدیث مروی بھی مذہب مختار کے نزدیک غیر معتبر ہے۔

تام الضبط کے معنے۔ تام الضبط اسکو کہتے ہیں کہ راوی روایت کرنے کے زمانہ تک اس حدیث کو خوب یاد رکھتا ہو خواہ لکھ کر جیسے بعض محدثین کی عادت تھی خواہ حفظ کر کے جیسے اکثر محدثین کی عادت تھی اور اس سے غافل نہ ہو۔ اور اس کا حافظہ برا نہ ہو۔

اکبر المسیح اپنے گھر کی طرف دیکھے

اب دیکھئے علم احادیث کے اہتمام میں جن اصول کو مد نظر رکھا گیا ہے اس سے بیس گنا کم اناجیل وغیرہ کے جمع و ترتیب کرنے میں نہیں رکھا۔ اب اکبر مسیح صاحب کو خوب معلوم ہو جانا چاہئے کہ مشہور فاضل امام مالک ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اگر ہم بالفرض کہدیں کہ تقریباً ایک صد پچاس ہجری میں امام موصوف نے علم احادیث کے جمع کرنیکا اہتمام کیا تو بھی کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ مگر اکبر مسیح صاحب اس عرصہ کو بہت ٹمٹماتے ہیں اور اپنے گھر کی طرف خیال نہیں کرتے کہ امثال کی کتاب کے پانچ ابواب دو صد ہفتاد برس کے بعد روایت زبانی سے جمع کر کے اس کے ساتھ ملائے گئے ہیں۔ جو آپکے نزدیک الہامی ہیں۔ چنانچہ ایڈم کلارک اپنی تفسیر کی جلد سوم زیر آیت امثال ۲۵: ۱ یوں لکھتا ہے "معلوم ہوتا ہے کہ اخیر میں اس کتاب کے وہ امثال ہیں جو حزقیاہ بادشاہ کے حکم سے جمع ہوئیں اور روایت زبانی سے جو سلیمان کے وقت سے چلی آتی تھی جمع کر کے ضمیمہ کے طور پر اس کتاب کے ساتھ لگائی گئیں اور چونکہ ممکن ہے کہ حزقیاہ کے رفقاء میں سے اشعیا و دیگر انبیاء جو اس وقت تھے مدد ہوں (کیا خوب ہے) تو یہ صحیفہ مثل باقی کتاب کے مستند ہے۔ وگرنہ کیونکر اس کو ساتھ مقدس کتاب کے ملا دیتے"

پھر تعجب ہے کہ یہود کے علم حدیث پر اکبر مسیح نے کبھی کوئی رسالہ نہیں لکھا جس کے خلاف خود اس کے خداوند کے کلمات اناجیل میں موجود ہیں اور علاوہ ازیں بعض کے نزدیک سترہ سو برس کے بعد موسیٰ سے ایک گیمرا اور دوسرا بعض کے نزدیک دو ہزار سال بعد از موسیٰ مرتب ہوا مگر یہ کیوں بصرف اسلیے کہ مشہور ہو جاؤں۔

اکبر مسیح کے سارے مذہب کا دارومدار احادیث پر

اب ہم ذرا زیادہ تحقیق و تفحص کو کام میں لائینگے اور دکھائینگے کہ اکبر مسیح صاحب کے سارے مذہب کا دارومدار صرف احادیث پر ہی ہے۔ اور کتب متعارف مثل اناجیل۔ اعمال خطوط الرسل وغیرہ کے سب احادیث کے وساطت سے ہی جمع و مرتب ہوئی تھیں اور احادیث بھی کیسی جن کی تعریف بالفاظ اکبر مسیح صاحب کے یہی ہو سکتی ہے کہ وہ حدیثیں ہیں پشتارہ کی پشتارہ سرے سے آخر تک نرا بکھیڑا جتنے منہ اتنی باتیں نہ راوی کا ٹھکانا نہ روایت کا آخر کار یورپ و دیگر ملک کے محققین کو لکھنا پڑا۔ احادیث کے مجموعے یعنی عہد جدید و عہد عتیق کی طرف جو نظر دوڑائیں تو بیشک انمیں زمین و آسمان کا فرق پائینگے (اور ہم خود بھی تقریباً یکصد اختلاف بائبل میں ثابت کر سکتے ہیں جس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔)

رومن کیتھولک کا عقیدہ

اول رومن کیتھولک چرچ جو در اصل بڑا اناپ چرچ ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کتاب مقدس سے اصول دین عیسوی اور دیگر امور متعلقہ نجات ثابت نہیں ہو سکتے۔ ان امورات کو مادر چرچ سے سیکھنا چاہیئے لہٰذا وہ علم احادیث کو بھی یہود کی طرح قابل اتباع اور لائق تسلیم جانتے اور مانتے ہیں۔

رسولی کلیسیا کا دارومدار زبانی روایات پر

پراٹسٹنٹ چرچ کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام اصولات دین عیسوی و دیگر امورات متعلقہ نجات خود کتاب مقدس سے ظاہر و باہر ہے اسلیٔے کسی بیرونی کتاب یا چرچ کی ضرورت نہیں۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول ہم کتاب مقدس سے ہی یہ ثابت کریں کہ خود کتاب مقدس احادیث کی نسبت کیا کہتی ہے اور مابعد معزز متقدمین مسیحی مذہب کے اقوال نادرات اس بارے میں قلمبند کریں پس اسکے لیے جاننا چاہیے کہ عام مسیحی لوگ اس امر کو جانتے اور مانتے ہیں کہ پہلی صدی عیسوی کے اواخر میں پرانی انجیل متی اپنی تکمیل کو پہنچی تھی۔ بلکہ کل عہد جدید کی نسبت

لہ حیرت ہے کہ باوجود اس عقیدہ کے پھر بھی اتاناسیس کے عقائد دربارہ تثلیث و الوہیت مسیح کو نہ صرف تسلیم کیا جاتا ہے بلکہ لفظ بلفظ اسے دعا و نماز میں پڑھتے بھی ہیں ؎

یہ مسلمہ امر ہے کہ پہلی صدی عیسوی کے بعد جمع و مرتب ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر کتب موجودہ عہد جدید کہاں سے لئے گئے ہو نیز اس پہلی صدی میں اصول ایمان کس طرح آموز کئے جاتے تھے سو اسکے لئے واضح ہو کہ خود اناجیل وخطوط الرسل سے اس امر کا پتہ چل سکتا ہے چنانچہ مقدس پولوس رسول کا کلام اس پر شاہد ناطق ہے "اے بھائیو ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے تمہیں حکم دیتے ہیں ہر ایک ایسے بھائی سے کنارہ کرو جو بے قاعدہ چلتا ہے اور اس روایت پر عمل نہیں کرتا جو اس کو ہماری طرف سے پہنچی نمبر ۲ تسلوہ ۳/۶

اسکے علاوہ طماؤس کو ارشاد ہے کہ "اور جو باتیں تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے مجھ سے سنی ہیں ان کو ایسے دیانتدار آدمیوں کے سپرد کر جو اوروں کو بھی سکھانے کے قابل ہیں۔ طماؤس نمبر ۲ ۲/۲ آیت

پھر اسی خط کے پہلے باب میں فرماتے ہیں جو صحیح باتیں تو نے مجھ سے سنیں اس ایمان اور محبت کے ساتھ جو مسیح یسوع میں ہے۔ ان کا خاکہ یاد رکھ طماؤس ۲ ۱/۱۳

پھر اسکے علاوہ دوسری بار نامہ تھسلونیقون میں لکھتے ہیں۔ "پس اے بھائیو! ثابت قدم رہو اور جن روایتوں کی تمنے ہماری زبانی یا خط کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے ان پر قائم رہو نمبر ۲ تسلو ۲/۱۵

محولہ بالا مقامات سے ثابت ہوگیا کہ خود رسولی کلیسیا کا دارومدار روایات زبانی یعنی احادیث پر تھا جن کے یاد رکھنے کی مقدس پولوس تاکید کرتے ہیں اور ان حوالہ جات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ روایت زبانی کا اجرا حواریوں کے حکم سے ہوا اور ان کے نزدیک وہ بھی واجب الاعتبار تھیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ طماؤس کو مقدس رسول لکھتے جو تو نے میری باتیں معتبر گواہوں سے سنیں ان کو ایسے امین لوگوں کو سکھاؤ جو دوسروں کو بھی سکھا سکیں اور تھسلونیقون کے خط سے پتہ چلتا ہے کہ اس کلیسیا کو جیسے تحریر کے ذریعہ سے حکم پہونچے تھے ویسے ہی روایت زبانی سے اور انہیں روایات کو لیکر اناجیل و دیگر کتب مقدسہ متعلقہ عہد جدید مرتب و تصنیف کی گئیں چنانچہ مقدس لوقا طبیب اپنی انجیل کے شروع میں فرماتے ہیں۔ کہ "چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئی ہیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہیں ہم تک پہنچایا اسلئے اے معزز تھیوفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ سنہ ۶۳ یا سنہ ۶۱ میں انجیل مرقس و لوقا لکھی گئی تھیں۔ وہ کوئی ثبوت انکے اس دعوے کا نہیں رکھتے اسلئے قابل غور نہیں ہے۔

انہیں تیرے لئے لکھوں لوقا ۱/۳ اد ۴ پس اس سے ثابت ہوا کہ خود عہد جدید علم روایات و احادیث کے مجموعہ کا نام ہے

فضلاء مسیحی مذہب کی شہادت

ہم اس بارہ میں معزز و مقدس فضلاء متقدمین مسیحی مذہب کے اقوال کو لکھکر ثابت کئے دیتے ہیں کہ خود پراٹسٹنٹ فرقہ کے متقدمین کے نزدیک بھی یہ امر مسلمہ و ثابت شدہ ہے کہ مسیحی مذہب کا علم احادیث پر ہی انحصار ہے کاتھلک ورلڈ نمبر ۳ جلد ۶۳ میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر بٹ کہ پروٹسٹنٹوں کا ایک فاضل و عالم اجل ہے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰۷ پر لکھا ہے "یہ بات تو مقدس کتابوں سے ظاہر ہے کہ عیسوی دین روایات زبان کے وسیلے پہلے اسقفوں اور حواریوں کے تابعین کے حوالے ہوا تھا۔ اور ان کو حکم ہوا تھا کہ اسے حفاظت سے رکھکر آئندہ طبقے کو پہنچادیں اور کسی مقدس کتاب سے کیا مقدس پولس کی کتاب اور کیا دیگر حواریین کی تصنیفات سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ انہوں نے متفق ہوکر یا علیحدہ علیحدہ ان ساری چیزوں کو جو نجات میں دخل رکھتی ہیں لکھدیا ہو یا کوئی ایسا قانون بنایا ہو کہ جس سے سمجھا جاسکتا ہو کہ مکتوب کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہیں کہ نجات میں دخل رکھتی ہو۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۲ و ۳۳۳ میں لکھا ہے "پولوس اور حواریوں کو ہم صریح دیکھتے ہیں کہ انہوں نے احادیث کو جیسا تحریر کے وسیلہ سے ہمیں دیا ہے ویسا ہی حفاظی روایات کے وسیلہ سے بھی دیا ہے اور ان لوگوں کے حال پر افسوس ہے کہ جو ہر دو کی حفاظت نہیں کرتے اور حدیثیں دین مسیحی کے حق میں ایسی سند ہیں جیسے دیگر عہد جدید و کتب مقدسہ" یہانتک تو ڈاکٹر بریٹ کا کلام ہے۔

پھر اسکے علاوہ بشپ مون ینگ لکھتا ہے "حواریوں کی حدیثیں ان کی مکتوبات کے برابر بشناد اسناد ہیں اور کسی پروٹسٹنٹ کو اس سے انکار نہیں کہ حواریوں کی زبانی تقریر ان کی تحریر سے زیادہ ہے" اور اور جلنگ ورتھ فرماتے ہیں کہ اس بات کی نزاع کہ کونسی انجیل قانونی ہے اور کونسی نہیں صرف زبانی روایت سے جو سارے جھگڑوں کے واسطے انصاف کا قاعدہ ہے اٹھ جاتی ہے۔

ریورنڈ ربط امل انگلش لکھتے ہیں "ایک پراٹسٹنٹ بشپ صاحب مان ینگ ثانی فرماتے ہیں کہ دین کے بابت بہتیرے ایسے امر ہیں جنہیں خدا نے مقرر کیا ہے اور جو کلیسیا سے فرض کئے جاتے ہیں۔ اور جن کی بابت ہم قبول کرتے ہیں کہ کتاب مقدس بھی ان امور کو نہ کہیں بیان کرتی ہے نہ سکھلاتی ہے۔"

مرات الصدق مصنفہ صاحب موصوف صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ بحوالہ بالا فضلاء کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ دین مسیحی کا دارومدار احادیث پر ہے اب ان کے علاوہ اور بھی سنو!

ولیم میور صاحب فرماتے ہیں "پہلے مسیحیوں کے پاس کوئی لکھا ہوا عقیدہ نہ تہا۔ ایمان کے عقائد جنکا اعتقاد نجات کے واسطے ضروری ہے صرف زبانی تھے یہ قواعد دور و نزدیک کی کلیسیاؤں میں زبانی تھے اور یکساں تھے۔ رفتہ رفتہ مسیحیوں نے ان کو قلمبند کیا اور جب برسیں ہیں ان کا مقابلہ کیا (کہاں اور کس وقت کن لوگوں نے کیا) تو بجز کچھ کچھ اختلاف لفظی[1] کے سب جماعتوں کا عقیدہ مطابق نکلا اور اصل مطلب میں کچھ فرق نہ تہا۔ تواریخ کلیسیا مصنفہ صاحب موصوف باب ۳ صفحہ ۱۷

یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ یوسی بس کی تواریخ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ سب کے نزدیک ایک معتبر و مستند کتاب ہے لہذا ہم اس سے شواہد بینات لاتے ہیں۔

فاضل موصوف لکھتے ہیں "کلیمنس اس یعقوب کے حال میں اپنی ساتویں کتاب میں ایک حکایت یاد رکھنے کے قابل لکھتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ کلیمنس نے اس حکایت کو ان زبانی روایتوں سے لکھا ہے۔ جو اسکو باپ دادے سے پہنچی تھیں۔ یوسبیس کی تواریخ کتاب ۲ باب ۹ احوال یعقوب

اس کلام سے ثابت ہوا کہ علم روایت کو مسیحیت میں کسقدر دخل ہے پھر دوسری جگہ ار۔ بی نیوس کا قول یوں نقل کرتا ہے "افسس کی کلیسیا جس کو پولوس حواری نے بنایا اور یوحنا حواری ترجان کے عہد حکومت تک وہاں رہا۔ حواریوں کی احادیث کا ایمان دار گواہ ہے۔ کتاب ۳ باب ۲۳

پھر اسی صفحہ پر کلیمنس کا قول یوں نقل کرتا ہے "یوحنا حواری کی نسبت ایک حکایت سنو! کہ جھوٹی نہیں۔ بلکہ درست اور سچی ہے کیونکہ سینہ بسینہ اور حفاظت سے رہی ہے"۔

پھر دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ "مسیح کے مرید جیسے بارہ رسول اور دیگر ستر ایلچی اور اور بہت سے آدمی ان حالات سے جو انجیل میں لکھے ہیں۔ ناواقف نہ تھے لیکن ان میں سے صرف متی اور یوحنا نے ان حالات کو لکھا ہے اور یہ امر روایت زبانی سے ثابت ہے کہ انکا لکھنا بھی محض ضرورت کے سبب سے تھا کتاب ۳ باب ۲۴۔

پھر لکھتا ہے کہ "ار بی نیوس کا ایک حال قابل تحریر لکھتا ہے اور اسکو وہ حال پولیکارپ سے زبانی روایت کے وسیلہ پہنچا ہے کتاب ۵ باب ۲۰

پھر کتاب ۴ باب ۵ میں لکھتا ہے "یروشلم کے اسقفوں کا حال بالترتیب کسی کتاب میں نہیں لکھا اور زبانی روایت سے ثابت ہے کہ وہ تھوڑی مدت رہے ہیں"

[1] ولیم میور صاحب کہتے ہیں کہ کچھ کچھ اختلاف لفظی بھی مکتوبات میں پایا جاتا ہے مگر ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ تقریباً ایکصد کی تعداد کی ہٹ بہاری اختلافات بیبل میں موجود ہے۔

[2] ان سب فیصلہ مقدس کا حال جانے اور جو ان ناظرین تواریخ کلیسیا حصہ اول میں پڑھ سکتے ہیں جو امریکن مشن سے طبع ہو کر ...

پھر تیسری کتاب کے چھتیسویں باب میں لکھا ہے۔ "ہمکو روایت زبانی سے یوں پہنچا ہے کہ جب اگناٹیوس کو اسلئے کہ مسیحی ہونیکے جرم میں اسکو درندوں کے آگے ڈلوا کر مروا ڈالا جاوے سوریا سے روم کو لے جاتے تھے اور پہرہ کی حفاظت میں وہ ایشیا سے گذرا تو اسنے راہ میں مختلف کلیساؤں کو اپنی نصائح اور اقوال سے مضبوط کیا۔ اور ان بدعات سے جو آن کے دلوں میں پھیل گئی تھیں یا نئی حادث ہوئی تھیں متنبہ کیا اور نصیحت کی کہ ان زبانی روایتوں کے ساتھ جو حواریین سے منقول چلی آتی ہیں مضبوط لپٹے رہو اور آپ بھی زبانی روایت کا خیال کرکے یوں بچا کر ان روایات کو لکھ کر انپر اپنی گواہی کر دی"۔

غرضیکہ کوئی کہاں تک لکھے ان نامور اور مستند مسیحی قدیم مورخ و مفسر کی تصنیفات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بغیر علم احادیث کے مسیحی مذہب ہیچ ہے چنانچہ علاوہ بحوالہ بالا مقامات کے اور بھی دیکھو۔ کتاب ۳ باب ۳۹ پے پیاس کی شہادت کتاب ۲ باب ۱۵۔ پولیکارپ کے حالات میں ارینیوس کا قول کتاب ۵ باب ۲۰ مورخ یوس کی تائید کتاب ۶ باب ۱۴۔ کتاب ۵ باب ۱۱ کلیمنس کا قول اور اس کتاب کو ہم نقل بھی کئے دیتے ہیں جو یہ ہے کلیمنس کہتا ہے کہ میں نے یہ کتاب جاہ طلبی کے لئے تصنیف نہیں کی بلکہ اپنے بڑھاپے کا خیال کرکے اور اسلئے کہ نسیان کا زہر مہرہ ہوں تفسیر کے طور پر جمع کی ہیں (یعنی احادیث مسیحی) گویا یہ ان الہامی مسلوں کی شرح ہے جنکو میں سچے بزرگوں اور مقدس لوگوں سے معلوم کرکے ذی عزت بنا ہوں اور ان آدمیوں سے ایک یونی گوس ہے جو یونان میں تہا دوسرا وہ تہا جو میگنا گریشیا میں رہتا تھا ایک ان میں سے سریانی اور دوسرا مصری تھا اور مشرق کے رہنے والے تھے ایک انمیں سے اسوری تہا اور ایک عبرانی فلسطین کے ملک کا اور جس شیخ کی سب کے بعد مجھے ملازمت نصیب ہوئی مصر میں چھپا ہوا تھا اور یہ سب مشائخ سے افضل تھا اسکے بعد کسی اور شیخ کی میں نے تلاش نہیں کی۔ کیونکہ اس سے کوئی افضل نہ تہا اور اس شیخ نے ان سچی احادیث کو جو پطرس اور یعقوب و یوحنا اور پولوس سے پشت بہ پشت منقول ہیں محفوظ و مامون رکھا ہے"۔

پھر کتاب ۵ باب ۲۰ میں ارینیوس کا قول یوں منقول ہے خدا کے فضل سے میں نے یہ باتیں (علم روایات) بڑے غور سے سنی ہیں اور انکو میں نے اپنے سینہ میں لکھا ہے نہ کاغذ پر اور قدیم سے میری عادت ایسی ہی ہے کہ ان کا ہمیشہ دیانت سے دور کرتا ہوں اور بھی دیکھو کتاب ۵ باب ۲۴ پولی کریٹس اسقف کا خط بنام وکٹر اور کلیسیائے روم۔ وکٹر دوسری صدی مسیحی میں روما کا اسقف تھا اور ۱۹۶ء

میں اسنے مشرقی کلیسیاؤں کو بذریعہ حکم ناطق کہ رومی کلیسیا کا پابند کیا تھا پھر کتاب ۵ باب ۲ پھر اسکے علاوہ واضح جان ملنز کاتھلک کی کتاب کو پڑھو کہ اسمیں اس امر کی کیا فنگ تصدیق و تائید موجود ہے اور ہم بسبب اس امر کے کہ پراٹسٹنٹ ہمارے ملکی بھائی جان ملنز کے اصل الفاظ سے رنجیدہ نہ ہو جاویں اسکی عبارت نہیں لکھتے بلکہ صرف چند حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ”دیکھو دسویں چٹھی بنام بعض صاحب اربی نیوس کا قول اربی نیوس کی کتاب کی جلد نمبر ۱ باب ۳ کا حوالہ دیتا ہے پھر اسی چٹھی میں اربی نیوس کی کتاب کی جلد نمبر ۳ باب ۲ کا حوالہ لکھتا ہے پھر اسی چٹھی میں اربی نیوس کی کتاب ۳ باب ۴ کا حوالہ نقل کرتا ہے پھر ٹرٹولین کی کتاب جو اہل بدعت کے مقابل لکھی گئی ہے اسکے صفحات ۳۶ و ۳۷ کا حوالہ دیکر لکھتا ہے کہ اس فاضل کی جو دوسری صدی مسیحی کا عالم ہے اور ۱۹۳ء میں بیالیس کی عمر میں شہر کرتاگو کا اسقف تھا ہمارے مخالف ضرور سنیں پھر اسی چٹھی میں باسلیوس کا قول نقل کرتا ہے۔

اسکے بعد ابی فائنس کا قول نقل کرتا ہے اور اسکے الفاظ ہم بھی ضرور نقل کرینگے اور ہمیں امید ہے۔ کہ پراٹسٹنٹ دوست اس بزرگ کے الفاظ کا ہم سے زیادہ ادب ملحوظ رکھکر بسر و چشم قبول کرینگے۔

ابی فائنز اپنی کتاب میں جس کو اہل بدعت کے مقابل اسنے لکھا تھا فرماتا ہے۔ ”ہمکو چاہیے کہ زبانی روایت کا استعمال کریں کیونکہ سب چیزیں مقدس کتاب میں پائی نہیں جاتیں۔“

پھر اسی چٹھی میں جان ملنز کاتھلک گریزاستم کی تفسیر کا حوالہ دیکر لکھتا ہے کہ گریزاستم نے تھسلونیقون کے نمبر ۲ باب ۲ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ حواریوں نے سب چیزیں تحریر کے بغیر بھی ہم تک پہنچائی ہیں اور یہ ہر دو اعتبار میں مساوی ہیں اسلئے ہمیں چاہیے کہ لحاظ رکھیں کہ کلیسیا کی روایت ایمان کا منشا ہے اور جب کوئی چیز زبانی روایت سے ثابت ہو جائے تو اس سے زاید طلب نہ کریں“ تفسیر مذکور

پھر اور بھی سنو کاتھلک ہرلڈ جلد نمبر ۳ صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے موسٰی قدسی بہت شاہد اس امر کے لاتا ہے کہ کلام مقدس کا متن حدیث اور زبانی روایات کے بغیر سمجھا نہیں جاتا اور کاتھلک مذہب کے فادرس یعنے مشائخ نے ہمیشہ اسی قاعدہ کی پیروی کی ہے پس ہم کہتے ہیں کہ اگر اسلامی علم احادیث نعوذ باللہ بقول اکبر مسیح اور فرقہ اہل قرآن کے اگر پایۂ اعتبار سے ساقط اور بے ضرورت بھی ہے تو اسکے اسلام اور اہل اسلام کو کیا نقصان کیونکہ قرآن کریم خود ان کے پاس موجود ہے جو ہر امر میں ان کی راہ نمائی کر سکتا ہے مگر مسیحی مذہب بغیر احادیث اور روایات کے بالکل ہیچ ہے چہ ان کے سے زیادہ امور ہیں جو خالص مذہبی ہیں مگر کتاب مقدس بائبل میں ان کا ذکر نہیں۔ متن بغیر روایات کے سمجھنا ناممکن اب اکبر مسیح خود دیکھے کہ اسکے گھر کا کیسا حال ہے کہ خود عہد جدید کا ماخذ صحیح بھی علم روایت اور حدیث ہی ہے۔ فقط - (ایک طالب دعا)

[illegible]

مکالمہ شیعہ و احمدی

نمبر ۶

شیعہ۔ لفظ آل اور اھل میں کچھ فرق ہے یا نہیں ہے بیان کیجئے۔

احمدی۔ آل اور اھل دونوں عربی الفاظ ہیں اس واسطے لغت عرب میں پہلے ان کے معانی دیکھنے چاہئے بڑی ضخیم کتابوں کو جانے دو منتخب اللغات میں ہی دیکھ لو۔ آل بالمد پیروان خانہ و شخص و فرزندان یعنے پیروی کرنے والے اور گھر کے لوگ اور فرزندان

اھل۔ بالفتح سزاوار شدن و انس گرفتن و کدخدا شدن و سزاوار و کسان او و مردم خانہ یعنی کسی بات یا کام کے لائق ہونا۔ اور انس پکڑنا اور شادی کرنا اور سزاوار اور لوگ اور گھر کے لوگ گویا دونوں لفظوں کے معنے قریباً ایک ہی ہیں اور منجملہ دیگر معانی کے دونوں لفظوں میں اہلخانہ کے معنے موجود ہیں۔ اب گھر والی گھر کے آباد رکھنے والی تو بیوی ہی ہوتی ہے اسی کو گھر والوں سے نکالدو تو باقی لوگ کب اہلخانہ ہونے کے اہل رہ جاتے ہیں مجرد آدمی یا رنڈوے تو نہ گھر کے نہ گھاٹ کے۔

قرآن مجید میں بھی ان معانی کی تائید موجود ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی نسبت آیا ہے کہ قال لاھلہ امکثوا [۲/۱۰] یعنے کہا اس نے اپنے اہل کو یعنی بیوی کو جو شعیب کی صاحبزادی تھیں کہ ٹھہرو۔ اور پھر نوح اپنے بیٹے کی نسبت عرض کرتے ہیں ان ابنی من اھلی [۱۲/۴] یعنے یہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے۔ پھر لوط علیہ السلام دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں رب نجنی و اھلی مما یعملون فنجینٰہ و اھلہ اجمعین الا عجوزا فی الغٰبرین [۱۹/۱۱] یعنی اے رب مجھے اور میرے اہل کو نجات دے جو وہ کرتے ہیں پس ہمنے نجات دی اسکو اور اسکے سب اہل کو سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہجانے والوں میں سے ہوگئی دوسری جگہ لوط علیہ السلام کی بابت حضرت ابراہیم کے مہمان فرشتوں کی زبانی یوں ہے قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا اٰل لوط انا لمنجوھم اجمعین الا امراتہ قدرنا انھا لمن الغٰبرین فلما جاء اٰل لوط المرسلون [۴/۱۴] یعنے انہوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف سے جو مجرمین ہیں۔ سوا آل لوط کے ہم ضرور ان سب کو بچا دینگے سوائے اسکی عورت کے کہ بیشک ہمنے اسے رہ جانے والوں میں سے مقرر کرلیا ہے۔

دیکھو دونوں آیتوں میں ایک ہی گروہ کی نسبت آل و اہل کے الفاظ مختلف مواقع پر مستعمل ہوتے ہیں اور دونوں موقعوں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ لوط علیہ السلام کی عورت بھی آل لوط اور اہل لوط میں داخل تھی فہو المراد اب حدیث شریف کو لو تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل کا لفظ جہاں بمعنی زوجہ مستعمل ہوا ہے وہیں اہل بمعنی آل بھی ہوا ہے چنانچہ آیت مباہلہ کے متعلق سعد بن ابی وقاص سے جو روایت ہے اسمیں آیا ہے کہ جب حسنین اور جناب علی علیہ السلام اور حضرت سیدہ علیہم السلام کو بلایا تو فرمایا اللھم ھٰؤلاء اھلی اخرجہ الترمذی تیسیر الوصول فصل ۳ باب ۳ فضائل اہلبیت ع

اور آیت تطہیر کے موقعہ پر جب اپنا کمل اوڑھایا تو آل عبا علیہم السلام کی نسبت فرمایا اللّٰھم ان ھٰؤلاء اھلبیتی تیسیر الوصول فصل ۳ باب ۳ - اور قصہ افک عائشہ رض کے متعلق ایک طویل روایت ہے اسمیں متعدد مقامات پر اہل کا لفظ بمعنی اہلخانہ و ازواج مروی ہے -

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیقہ رض کو طلاق دینے کے لئے جناب علی علیہ السلام اور اسامہ بن زید سے مشورہ لیتے ہیں تو اسامہ نے عرض کیا ھم اھلک یا رسول اللہ ولا نعلم واللہ الا خیراً پھر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین سے کبیدہ خاطر ہو کر اور انتقام لینے کی غرض سے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا ایسے شخص سے کون میرا بدلہ لے جس کی طرف سے میرے اہل کے بارہ میں ایذا دینے والی بات مجھ تک پہنچی ہے خدا کی قسم میں تو اپنے اہل کو نیک ہی سمجھتا ہوں اور جس شخص کے ساتھ یہ لوگ (عائشہ رض کو) تہمت لگاتے ہیں (یعنی صفوان بن معطل السلمی کو) اسکو بھی اچھا آدمی سمجھتا ہوں وہ شخص بجز میرے کبھی میرے گھر میں تنہا کبھی نہیں گیا - من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیراً ولقد ذکروا رجلاً ما علمت علیہ الا خیراً - وما کان یدخل علی اھلی الا معی - پھر اسی روایت میں ہے کہ جناب صدیقہ رض امید وار تھیں کہ خدا نے انکی برئیت کی خبر آنحضرت صلعم کو رؤیا میں ہی دکھا دی - چنانچہ ایک رات ایسی آئی جس میں خدائے علیم و خبیر نے ان کی برئیت کی بابت کئی آیات بذریعہ وحی نازل فرمائیں تو اس رات کی وحی کی بابت لکھا ہے کہ فواللہ ما رام مجلسہ ولا خرج احد من اھل البیت حتی انزل اللہ تعالیٰ علےٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ خدا کی قسم رسول صلعم ابھی اپنے بستر سے بھی نہ اٹھے تھے اور نہ کوئی گھر والوں میں سے ہی باہر نکلا تھا یعنے بہت سویرا تھا کہ خدا نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی - روایت مذکور کے لئے دیکھو تیسیر الوصول

روایت نمبر ۳۔ اخرجہ الخمسہ الا ابا داؤد سورۃ النور الباب الثانی فی اسباب النزول

آنحضرت صلعم کے فقر و احتیاج کے متعلق جو احادیث مروی ہیں انہیں سے ایک دو ذیل میں درج کیجاتی ہیں ان میں بھی آل محمد و اہل محمد بمعنے واحد ازواج پر بولا گیا ہے۔

۱۔ انس بن مالک کا شاگرد کہتا ہے کہ میں نے سنا ان کی زبانی کہ کہتے تھے ما امسیٰ عند آل محمد صاع تمر ولا صاع حب وان عندہ یومئذ لتسع نسوۃ اخرجہ البخاری والترمذی والنسائی تیسیر الوصول الفصل الثانی۔ فیما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ علیہ من الفقر کہ آل محمد کے پاس شام کو نہ ایک صاع کھجور رہی نہ ایک صاع کوئی غلہ باقی رہا اور اسوقت آپکی نو بیبیاں تھیں۔

۲۔ ماشبع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم من خبز البر ثلثا حتی مضیٰ لسبیلہ وفی اخریٰ ما اکل آل محمد اکلتین فی یوم واحد الا احدٰہما تمر " " ہر دو روایات میں ازواج کو آل محمد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۳۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبیت اللیالی المتابعۃ واھلہ طاویا ولا یجدون عشاءً وکان اکثر خبزھم الشعیر اخرجہ الترمذی وصححہٗ " " " " اس روایت میں انہی کو لفظ اہل سے بیان کیا گیا ہے۔

اگر یہاں تک آپکی تشفی نہیں ہوئی تو لیجئے میں شیعہ کی ایک نہایت معتبر تفسیر سے آل اور اہل کی تشریح عرض کرتا ہوں۔

والآل والاھل واحد وقیل اصل الآل اھل لان تصغیرہ اھیل والفرق بین الآل والاھل ان الاھل اعم منہ یقال اھل البصرۃ ولا یقال آل البصرۃ ویقال آل الرجل قومہ وکل من یئول الیہ بنسب او قرابۃ ماخوذ من الاول وھو الرجوع واھلہ کل من یضمہ بیتہ × × × × وآل الرجل اھلہ وقرابتہٗ قال الشاعر

۵۔ ولا تبک میتاً بعد میت احبۃ ٭ علیؓ وعباسؓ وآل ابی بکرؓ

قال ابو عبیدۃ سمعت اعرابیاً فصیحاً یقول اھل مکۃ آل اللہ فقلنا ما تعنی بذالک قال الیسوا مسلمین المسلمون آل اللہ وانما یقال آل فلان للرئیس متبع وفی شبہ مکۃ لانھا ام القریٰ ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ لہ۔ فاذا

جاورت هذا فان آل الرجل اهلبيت خاصةً فقلنا له افنقول لقبيلة آل فلان قال لا الا اهلبيته خاصة۔ دیکھو تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی زیر آیت واذ نجینا کم من آل فرعون

(ترجمہ) لفظ آل اور اہل کے ایک ہی معنی ہیں اور کہا گیا ہے کہ لفظ آل کی اصل بھی اہل ہی رہی کیونکہ اسکی تصغیر اھیل ہے اور آل واہل میں فرق یہ ہے کہ اھل میں آل (کا مفہوم) داخل ہے جیسے اہل بصرہ تو کہا جاتا ہے لیکن آل بصرہ نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ آل الرجل سے مراد اسکی قوم ہوتی ہے اور ہر ایک جو نسب یا قرابت میں اسکی طرف پھرے اور یوں مشتق ہے اول سے جس کے معنے رجوع کے ہیں اور اھل وہ ہوتے ہیں جو اسکے گھر میں رہتے سہتے ہوں اور آل الرجل سے مراد اسکے گھر والے اور قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہے سہ علی اور عباس اور آل ابی بکر جیسے دوستوں کے مرنے کے بعد کسی مُردہ پر مت آنسو بہاؤ۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ مینے ایک فصیح و بلیغ اعرابی سے سُنا کہ کہتا تھا کہ اہل مکہ خدا کی آل ہیں اس پر ہمنے کہا کہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے تو کہا کہ کیا نیک مسلمان خدا کی آل نہیں ہیں اور کسی بڑے رئیس کے متعلقین کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی آل ہیں اور مکہ چونکہ ام القریٰ (سب بستیوں کی ماں) ہے اس واسطے وہ اسکا مصداق ہے اور اسی طرح گمراہی میں فرعون متبوع ہے اور اسکی قوم اسکی آل ہے۔ جب اس سے بھی زیادہ تحقیق چاہے تو یہ ہے کہ آل الرجل خاص اسی کے اہلبیت ہوتے ہیں۔ پھر ہمنے کہا کہ کیا ہم کسی قبیلہ کو آل فلاں کہہ سکتے ہیں کہا کہ نہیں صرف اسکے گھر والوں کو۔

شیعہ اور ازواج کو تو اب میں بھی اہلبیت مان لیتا ہوں سگر عائشہ اور حفصہ کو داخل ماننے کو جی نہیں چاہتا۔

احمدی۔ قرآن وحدیث وکتب فریقین سے اس موضوع پر ایک حد تک کافی بحث ہو چکی ہے اب بھی اگر آپکا جی نہ مانے تو اسکا کیا علاج ہے خدا سے دعا مانگو کہ اہلبیت کے بغض سے آپکے سینہ کو پاک کرے۔ تاہم اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے میں کچھ اور بھی عرض کر دیتا ہوں۔ شاید آپکا دل مان جائے دیکھئے السلمان منا اهل البيت ایک مشہور حدیث ہے جس کے معنے ہیں کہ سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہے حالانکہ سلمان بقول ملا باقر مجلسی فارس کے دہقان تھے۔ نہ آیت تطہیر کے وقت رسول صلعم نے انکو اپنی کمل کے اندر داخل فرمایا تھا نہ وہ بنی ہاشم تھے نہ آل ابو طالب

سے تھے اور نہ معصوم ہی تھے لیکن شیعہ وسنی سے کسی کی مجال نہیں کہ ان کو اہلبیت نبوی سے خارج کرے
اب اس سے آگے چلئے اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے آیت تطہیر کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس
سے مراد دروازہ امام اور ان کی محبت ہے پس جو امین داخل ہوا وہ نبی کے گھر میں داخل ہو گیا یعنے اہلبیت سے
ہو گیا۔ وفی الکافی عن الصادق فی ھذہ الآیۃ۔ قال یعنی الائمۃ وولایتھم من دخل
فی بیت النبی تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ زیر آیت تطہیر اب اپنے گرد و پیش اور نزدیک و دور کے شہر و
دیہات میں خوب غور اور گہری نگاہ سے دیکھکر بتلائیے کہ کس قدر بنگ نوش اور کتنے شرابی فاسق و فاجر
بے نماز "حب وا بائمہ" "مومن" تکیوں اور بازاروں اور چکلوں میں کیا سادات اور کیا غیر سادات موجود ہیں
اور اسی طرح کتنی بدر نشاں اور بہار فشاں اور پیاری جان اور جھنڈی جان مومنات ہیں سب ہی مطابق
حدیث مذکورہ کے یہ سبھی تو اہلبیت نبی صلعم سے ہیں کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں ہرگز نہیں ؟ بندہ
خدا ان تمام ایرے غیروں کو داخل اہلبیت النبی مانتے میں آپکو کوئی انکار نہیں لیکن عائشہ اور حفصہ رض
کو داخل اہلبیت النبی ماننے میں آپکو ہزاروں اصرار اور شبہات وارد ہو جاتے ہیں پناہ بخدا۔ آخر تعصب
کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

شیعہ۔ کیا عائشہ کا جنگ جمل کے لئے نکلنا آیت وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ
کے خلاف نہیں ہے۔

احمدی۔ جناب صدیقہ مدینہ منورہ سے تو بارادہ حج نکلی تھیں لیکن بعض منافقین و دشمنان
دین کی شرارت سے وہ اس جنگ میں مبتلا ہو گئیں اور جو آیت آپنے لکھی ہے اس سے شاید آپ یہ سمجھے
ہیں کہ مستورات کو بالکل گھر سے نکلنا ہی منع ہے یہ بالبداہت غلط ہے اول از روئے لغت عرب۔ کیونکہ
تبرج کے معنے ہیں بناؤ سنگار کرنا اور ساتھ جاہلیت کا لفظ اسکی تائید کرتا ہے۔ متبرج خود آراستن
دیکھو منتخب اللغات اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جناب صدیقہ آخر جنگ تک اپنے ہودج میں پردہ کے اندر تشریف
رکھتی تھیں اور اسی واسطے جناب علی علیہ السلام نے ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیجا تھا کہ انکو جاکر سمجھائیں
کہ آپکے ہمراہی سب قتل ہو گئے یا بھاگ گئے آپ اپنے گھر تشریف لیجائیں بایں ہمہ اگر شیعہ باز نہ آئیں
تو ان سے دریافت طلب ہے کہ حضرت سیدہ جو اپنے گھر سے نکلکر فدک مانگنے کے لئے ابو بکر صدیق کے
پاس تشریف لے گئیں اور پھر عمر جیسے غیر محرم کیساتھ دست و گریبان ہوتی رہیں وہ بھی اسی آیت

کی وعید میں آسکتی ہیں یا نہ اگر نہیں تو کیوں؟ فما ہو فہو جوابنا۔ روایت مذکورہ یہ ہے عن ابی جعفر و ابی عبد اللہ علیہما السلام۔ قال ان فاطمۃ علیہا السلام ما ان کان من امرھم ما کان اخذت بتلابیب عمر فجذبتہ الیہا ثم قالت اما واللہ یا ابن الخطاب لولا انی اکرہ ان لا یصیب البلاء من لا ذنب لہ لعلمت انی ساقسم علی اللہ ثم اجدہ سریع الاجابۃ۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد فاطمہ صفحہ ۲۹۱

شیعہ۔ ہمارے ہم مشرب کہتے ہیں کہ حضرت رسول صلعم جناب علی علیہ السلام کو اختیار دے گئے تھے کہ میرے ازواج میں سے جس کو نافرمان و راہ حق سے برگشتہ دیکھیں اسکو طلاق دیدیں۔

احمدی۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ! من ہذہ الہفوات و الہذیانات۔ جناب علی علیہ السلام کا ایک مشہور قول جو نہج البلاغہ میں ہے بحوالہ ناسخ التواریخ اور کسی موقعہ پر لکھا گیا ہے جو آنجناب نے بعد خاتمہ جنگ فرمایا ولہا بعد حرمتہا الاولیٰ والحساب علی اللہ یعنی باوجود جنگ جمل کے اب بھی صدیقہ کی حرمت ویسی ہی ہے اگر آپ ان کے اس فعل کو نافرمانی پر محمول فرماتے تو یہ کلمات جن سے حفظ مراتب اور ادب فرزندانہ مترشح ہے ام المومنین کی نسبت زبان مبارک سے نہ فرماتے۔

دوم۔ بخاری شریف کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے دل میں صدیقہ کی ویسی ہی حرمت تھی جیسی کہ زمانہ رسول صلعم میں چنانچہ آنجناب نے جب امام حسن علیہ السلام اور یار غار حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں فوج بھرتی کرنے کے لئے اس موقعہ پر بھیجا جبکہ عائشہ صدیقہ بھی بصرہ میں اس مقصد کے لئے تشریف لے گئی تھیں تو عمار جو جناب علی علیہ السلام کے محرم راز اور نائب نمائندہ سے تھے منبر پر چڑھکر اہل بصرہ کو فرماتے تھے کہ ان عائشۃ قد سارت الی البصرۃ واللہ انہا الزوجۃ نبیکم فی الدنیا والاخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم ایاہ تطیعون ام ہی اخرجہ البخاری۔ دیکھو تیسیر الوصول کتاب الفتن فصل السادس وقعۃ الجمل

(ترجمہ) عائشہ بصرہ میں تشریف لائی ہیں اور قسم ہے خدا کی کہ وہ زوجہ ہیں تمہارے نبی کی دنیا میں اور آخرت میں لیکن خدا نے تمکو آزمائش میں ڈالدیا ہے تا معلوم ہو کہ تم اسکی اطاعت کرتے ہو یا اس کی۔ اس بیہودہ بنیاد اعتراض کی تردید کیلئے یہ دونوں شہادات کافی ہیں۔

شیعہ۔ آپکے نزدیک ازواج کیونکر داخل اہلبیت ہیں حالانکہ صدیقہ آیت تطہیر ثبوت کرنے میں شبہ نہ لگا یا گو صرف مروی آیا ہے کہ بوقت نزول آیت تطہیر حسب آنحضرت صلعم حسنین اور جناب علی اور سیدہ کو اپنی کمل میں لے لیا تھا

تھے تو ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم کیا میں آپ کے اہلبیت سے نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا تھا۔ انک الی خیر اسکا کیا مطلب ہے اور کیا اس حدیث کے رُو سے ازواج اہلبیت کے اطلاق سے خارج نہیں ہو جاتے۔

احمدی ہمنے اس بات کے ثابت کرنے میں قرآن کو پیش کیا ہے نہ کہ کوئی اپنا قیاس قرآن نے اس آیت کو ازواج مطہرات کے درمیان میں ذکر کیا ہے اور ان کو اہلبیت سے موسوم کیا ہے اب کسی مومن کی مجال نہیں ہو سکتی کہ قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے ازواج مطہرات کو اہلبیت سے خارج کرے اور ایسے افراد کو اس میں داخل سمجھے جنکا ذکر قرآن میں نہیں ہاں اگر کوئی حدیث ازواج کو اہلبیت سے خارج کرتی ہے تو وہ قرآن کے مخالف اور اسلئے قابل احتجاج نہیں ہو سکتی۔ اور ارشاد نبوی بابت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یعنے انک الی خیر اسکا مطلب یہ ہے کہ تو تو بوجہ احسن اہلبیت میں ہے۔ تجھکو ضرورت ہی نہیں ہے کہ کملی میں داخل ہو۔ یہی مطلب شارحین حدیث نے لکھا ہے ویحتمل ان یکون معناہ انت علی خیر علی مکانک من کونک من اھلبیتی ولا حاجۃ لک فی الدخول تحت الکساء کانہ منعھا عن ذلک۔ ترمذی حاشیہ صفحہ ۵۳۰ فخر المطابع دہلی طبع شاہجہ

شیعہ ایک صحیح مسلم میں حدیث ثقلین کے ذکر میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ اہلبیت رسول سے آپکی ازواج مراد ہیں تو اس نے کہا ایم اللہ ان المراۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر فیطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہٗ۔ یعنی قسم ہے خدا کی کہ عورت کچھ مدت مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اس کو طلاق دیدیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے آنحضرت صلعم کی اہلبیت سے در اصل آپ کی وہ اہل حسب و خویش مراد ہیں جن پر آپ کے پیچھے صدقہ حرام ہے۔

احمدی۔ زید بن ارقم کا قول قرآن سے مقدم نہیں ہو سکتا لیکن اگر شیعہ کے قول کو ہی قابل حجت جانتے ہو تو چلو یوں ہی سہی دیکھو اسی زید بن ارقم سے اسی صحیح مسلم میں آپ والی روایت سے بھی پہلے ایک روایت مذکور ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ یا زید من اھل بیتہ الیس نساؤہ من اھلبیتہ قال نساءہ من اھلبیتہ ولکن اھل بیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ قال ومن ھم قال ھم اٰل علی واٰل عقیل واٰل جعفر واٰل عباس قال کل ھٰؤلاء حرم الصدقۃ قال نعم۔ صحیح مسلم مع شرح نووی صفحہ ۲۷۹ مطبع احمدی دہلی ۱۳۰۹ھ یعنے زید کیا آنحضرت صلعم کی ازواج آپ کی اہلبیت نہیں ہیں؟ تو اسنے کہا بے شک آپکی ازواج آپکے اہلبیت ہیں لیکن آپکے اہلبیت سے وہ لوگ مراد ہیں

جن پر صدقہ لینا بعد آپ کے حرام ہے تو میں نے کہا وہ کون لوگ ہیں تو زید نے کہا کہ وہ آل علی اور آل عقیل و آل جعفر و آل عباس ہیں میں نے کہا کیا ان سب پر صدقہ لینا حرام ہے زید نے کہا کہ ہاں اس روایت میں وہ صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ازواج داخل اہلبیت ہیں پھر اگر دوسری روایت میں اسکے خلاف کہیں تو ان کا قول قابل حجت نہیں ٹھہر سکتا۔ کہنے کو تو بعض نازک خیال شیعوں نے بھی جناب علی علیہ السلام کو عترت میں داخل نہیں کیا دیکھو حیات القلوب جلد ۳

ادیٹر بدر مطالب اور پھر جو انہوں نے کہا کہ عورت کو اس واسطے اہلبیت نہیں کہہ سکتے کہ خاوند اگر اسکو کچھ مدت ساتھ رکھکر طلاق دیدے تو وہ باپ یا کنبے والوں کے پاس چلی جاتی ہے اس پر قیاس کریں تو پھر تو لڑکی بھی داخل اہلبیت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ بھی شادی ہو جانے کے بعد ماں باپ کے ہاں سے اپنے خاوند کے گھر چلی جاتی ہے اور پھر جو عورت مطلقہ ہو کر خاوند کے پاس سے چلی جائے تو وہ مانا کہ گھر والوں میں سے نہیں رہتی لیکن جو عورت کہ ہمیشہ اپنے خاوند کے پاس رہے بلکہ اسکے بعد بھی وہیں رہے اور خاوند کی اولاد کی تربیت کرے تاہم اس کو داخل اہلبیت نہ سمجھا جائے تو اس سے بڑھکر کیا ظلم ہو سکتا ہے اور آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کا تو معاملہ ہی دوسرا ہے خود خدا فرماتا ہے کہ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء یعنے اے نبی کی بیبیو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو وہ امہات المومنین ہیں بحکم آیت وازواجه امهاتهم۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی بلکہ آخر تک ان کو اپنے ساتھ رکھا اور وہ بھی جان و دل سے آپکی تابعدار رہیں پھر وہ کس طرح سے نبی کریم کے گھر والوں میں سے نہ ہوں اصل یہ ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حدیث ثقلین بیان کرتے ہیں جس میں رسول صلعم نے قرآن کے ساتھ تمسک کرنے اور اپنے اہلبیت کا احترام و پاس ادب و حسن سلوک کو محفوظ رکھنے کا امت کو ارشاد فرمایا ہے گویا ان کو اہلبیت کی ایک خاص قسم مد نظر ہے جیسے کہ ہر دو روایات کے آخری فقرہ سے ظاہر ہے اور وہ وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنے آل علی و آل عباس وغیرہم۔ حالانکہ شیعہ صاحبان صرف آل علی اور آل علی میں سے بھی صرف گیارہ اماموں کو ہی اہلبیت اور مطہر و معصوم جانتے ہیں اور دوسروں کو عترت اہلبیت میں ہرگز داخل نہیں سمجھتے نہ ان کو مصداق آیت تطہیر معصوم مانتے ہیں۔ خوشحال ہیں اہلسنت کہ وہ ازواج مطہرات اور ان کے ساتھ آل عبا و سب سادات بنو ہاشم کی تعظیم بسر و چشم کرتے ہیں اور آجکل کے ہزاروں سادات جو آل رسول ہونے کے مدعی ہیں صرف صدقات و خیرات پر گذارہ کرتے

ہیں چاہیئے تو یہ کہ ان کو بوجہ صدقہ و خیرات کھانے کے آل رسول سے خارج سمجھا جائے مگر یہاں ہم اہلسنت صدق دل سے انکی تعظیم کرتے اور ان کی خدمت کرتے اور ان کو نذر و نیاز دیتے ہیں۔

شیعہ۔ اہلبیت کی تو وہ شان ہے کہ وہ درود میں داخل ہیں کیا ازواج کو بھی کہیں درود میں داخل کیا گیا ہے۔

احمدی۔ دیکھئے آپ پر واضح ہو چکا ہے کہ ازواج کو اہلبیت رسول صلعم سے خارج ماننا خلاف قرآن و حدیث ہے اور لغت کے بھی خلاف ہے دیکھو منتخب اللغات میں بھی اہل کے معانی میں مردم خانہ لکھا ہے آپ درود شریف میں داخل ہونا اہلبیت ہونے کی شرط قرار دیتے ہیں تو لیجیے بسم اللہ والستۃ الا الترمذی عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ کیف نصلّی علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد و علی ازواجہ و ذریاتہ کما صلیت علی ابراھیم و بارک علی محمد و علی ازواجہ و ذریتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ تیسیر الوصول کتاب الیٰ عا فصل سوم فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سوائے ترمذی باقی تمام صاحبان صحاح ستہ نے ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم آپ پر درود کیسے بھیجیں فرمایا کہ تم کہا کرو اللھم صل علی محمد و علی ازواجہ و ذریاتہ الی آخرہ یعنی اے خدا درود بھیج محمد صلعم کے اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر دیکھو یہاں بھی ازواج کو ذریت سے مقدم رکھا ہوا ہے۔

شیعہ۔ اہلبیت میں حسنین رضی کے حق میں سید اشباب اہل الجنۃ آیا ہے یعنے جوانان جنت کے سردار ہیں کیا ایسی فضیلت کسی اور کے حق میں بھی ثابت ہے۔

احمدی۔ ہاں دوسروں کے حق میں بھی ثابت ہے دیکھو قاضی نور اللہ شوستری نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کے حال میں لکھا ہے ابن عم حضرت پیغمبر بود و رضاعی او بود و با آنحضرت مشابہت بسیار داشت و پیش از شرف اسلام مسلمانان را آزار بسیار میکرد و حضرت پیغمبر را ہجو میکرد و چوں مسلمان شد بعد بجائے فضل و تقوی رسید کہ از لسان حقائق بیان حضرت رسالت این کلام سعادت انجام شنید کہ ابوسفیان الحارث سید فتیان اہل الجنۃ (ترجمہ) وہ آنحضرت صلعم کے چچا کے بیٹے اور رضاعی بھائی تھے اور صورت میں آنحضرت کے بہت مشابہ تھے اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کو بہت تکلیف دیا کرتے اور آنحضرت

کو ہرا بھلا کہتے اور جب مسلمان ہوئے تو فضل و تقویٰ میں وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سنا کہ ابو سفیان الحارث جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے تو کیا کہنے ہیں وہ تو بہشت کے بادشاہ ہیں ثبوت کے لئے دیکھو روایت ذیل کو زیر آیت ان اولیاؤہ الا المتقون میں القمی نزلت لما قال رسول اللہ لقریش ان اللہ بعثنی ان اقتل جمیع ملوک الدنیا و اجر الملک الیکم فاجیبونی الی ما ادعوکم الیہ تملکوا بہا العرب و تدین لکم بہا العجم و تکونوا ملوکا فی الجنۃ۔ تفسیر صافی زیر آیت مذکور

ترجمہ تفسیر قمی میں جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی تفسیر سے بھی موسوم ہے لکھا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی۔ جبکہ رسول صلعم نے قریش سے فرمایا تھا کہ خدا تعالے نے مجھکو مبعوث فرمایا ہے کہ میں تمام بادشاہان عالم سے مقابلہ کروں اور ملک تمہارے قبضہ میں دیدوں پس جس دین کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں تم اسکو قبول کر لو۔ تمام عرب کے تم مالک ہو جاؤ گے اور عجم تمہارے تابع ہو جائیگا اور جنت میں تم بادشاہ ہو گے اب آپ فرمائیے کہ امت رسول میں سے کس نے عرب و عجم کو فتح و تابع کرنے میں سبقت کی سوائے ابوبکر و عمر خلفائے راشدین کے پس اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ جنت کے بادشاہوں میں سے ہیں

شیعہ۔ ائمہ اطہار اہلبیت کی تو وہ شان ہے کہ جب آدم کو خدا نے بہشت میں پیدا کیا تو انہوں نے ساق عرش کی طرف جو نظر اٹھا کر دیکھا تو بارہ اماموں کے نام لکھے ہوئے دیکھے۔ نظر پڑی۔ کیا تمہارے اماموں کا نام و نشان بھی کسی نے وہاں دیکھا ہے؟

احمدی۔ بارہ اماموں کی عظمت سے تو ہم کو انکار نہیں لیکن ساق عرش والی روایت کسی خوش اعتقاد کی من گھڑت حکایت ہے اور بس کیونکہ شیعوں کی معتبر کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جس جنت میں آدم پیدا ہوئے تھے وہ دنیا کا بہشت تھا اور جنت الخلد نہ تھا۔ دلیل اسکی یہ دی ہے کہ اگر وہ بہشت ہوتا تو وہاں سے آدم بیچارے نکالے نہ جاتے اور نہ وہاں ابلیس ہی داخل ہونے پاتا فی الکافی و العلل و القمی عن الصادق انہا کانت من جنان الدنیا یطلع فیہا الشمس و القمر و لو کانت من جنان الخلد ما خرج منہا ابدا و زاد القمی و لم یدخلہا ابلیس۔ تفسیر صافی زیر آیت یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔

شیعہ۔ امام وہ ہونا چاہیے جو سہو و نسیان سے منزہ ہو۔ آپ کے خلیفہ اور امام سہو سے کب بری ہونے کے مدعی تھے۔

احمدی۔ سہو و نسیان سے تو کوئی بھی مبرا و منزہ نہیں یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی چنانچہ بحوالہ کتاب عیون امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے قیل لہ ان فی سواد الکوفۃ قوماً یزعمون ان النبی لم یقع علیہ السہو فقال کذبوا لعنہم اللہ ان الذی لم یسہو ھو اللہ لا الہ الا ھو۔ تفسیر صافی زیر آیت ولن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلاً یعنی آپؑ سے عرض کیا گیا کہ نواح کوفہ میں ایک قوم ہے جس کا عقیدہ ہے کہ نبی صلعم پر کبھی سہو واقع نہیں ہوا۔ تو امام نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ تحقیق جس ذات پر کہ کبھی بھول چوک نہیں واقع ہوئی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اب فرمائیے جب نبی سہو سے خالی نہیں تو امام اور خلیفوں کو اگر بھول چوک ہو جائے تو بیچارے معذور ہیں یا نہ؟

شیعہ۔ ہمارے امام کا نام تو رسول صلعم نے اذان میں بھی داخل فرما دیا جو خدا اور رسول کی منادی ہے اور پانچوقت ہر ایک ملک اور ہر ایک شہر اور ہر ایک مسجد میں دی جاتی ہے آپ کے خلیفوں کا نام کیوں داخل اذان نہ ہوا۔

احمدی۔ جناب علی علیہ السلام کا نام داخل اذان کرنا بھی شیعوں کی بدعت پسندی کی خاص دلیل ہے آجکل کے شیعوں کا تو یہ مسئلہ جزو ایمان بنا ہوا ہے لیکن ابتدا میں ایسا کرنا خلاف مذہب امامیہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ فخر المحدثین محقق ابن بابویہ المتوفی ۳۸۱ھ اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں جو منجملہ اصول اربعہ ہے کتاب الاذان میں اذان کے فصول یعنے کلمات لکھکر فرماتے ہیں ھذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنہم اللہ قد وضعوا اخباراً و زادوا فی الاذان محمد و آل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتہم بعد اشہد ان محمداً رسول اللہ اشہد ان علیاً ولی اللہ مرتین ومنہم من روی بدل ذلک اشہد ان علیاً امیر المومنین حقاً مرتین ولا شک ان علیاً ولی اللہ وانہ امیر المومنین حقاً وان محمداً و آلہ صلوات اللہ علیہم خیر البریۃ ولکن لیس ذلک فی اصل الاذان وانما ذکرت ذلک لیعرف بھذہ الزیادۃ المتہمون بالتفویض المدلسون انفسہم فی جملتنا

یعنے اذان صحیح تو اسی قدر ہے نہ اسمیں کچھ بڑھایا جائے نہ کم کیا جائے اور مفوضہ (غالیوں کے ایک فرقہ کا نام ہے جو کہتے ہیں خدا نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی امیر کو سپرد کر دئے ہیں اور آپ معطل ہو گیا ہے یہی حضرات پیدا کرتے ہیں اور یہی مارتے ہیں اور یہی رزق بانٹتے ہیں۔ غرض جو کام کہ خدا کے ہیں ان کے نزدیک وہ سب کام پیغمبر خدا اور جناب علی مرتضیٰ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کچھ نہیں کرتا۔ دیکھو ارشادیہ شرح اعتقادیہ مطبوعہ لکھنؤ باب ۳۷ صفحہ ۱۳۱) نے کہ خدا ان پر لعنت کرے کئی حدیثیں وضع کر لی ہیں اور اذان میں دو دفعہ محمد و آل محمد خیر البریہ کہتے ہیں اور ان کی بعض روایات میں ہے کہ بعد اشهد ان محمدًا رسول اللہ کے اشهد ان علیًا ولی اللہ دو دفعہ کہنا چاہیئے اور بعض نے اسکی جگہ لکھا ہے اشهد ان علیًا امیر المومنین حقًا اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ جناب علی علیہ السلام خدا کے ولی اور امیر المومنین برحق ہیں اور یہ کہ محمد صلعم اور آپ کی آل سب مخلوق سے افضل ہیں لیکن ایسا کہنا اذان میں درست نہیں اور یہ میں نے اسلئے ذکر کر دیا ہے کہ ان زائد کلمات سے وہ لوگ شناخت کئے جا سکیں جو در اصل تو مفوضہ ہوتے ہیں اور اپنے آپکو ہم شیعیان اثنا عشریہ میں سے ظاہر کرتے ہیں۔ (خادم حسین خادم احمدی)

خاتم النبیین کے کیا معنے

اسوقت غیر مبائعین سے ہمارا یہ اختلاف ہے کہ وہ خاتم النبیین کے معنے بتاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئیگا اور ان پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ بیشک ایسا رسول جو صاحب شریعت ہو۔ یا آنحضرت کا متبع نہ ہو نہیں آئیگا مگر ایسا نبی آسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو کر محمدی نبوت کی چادر اوڑھنے کا مستحق ہو جائے ہمارے پاس اس دعوے کے بہت سے ثبوت ہیں جو مختلف مواقع پہ دئے جا چکے ہیں۔ یہاں اسمیں سے ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

لباب الخیار فی سیرۃ المختار (تالیف الشیخ مصطفےٰ الغلاینی مکتبۃ الاہلیۃ بیروت طبع ثانیہ) میں صفحہ ۵۹ پر زیر سرخی السنۃ الخامسہ لکھا۔ "وفیہا تزوج الرسول زینب بنت جحش ابنۃ عمہ بعد ان طلقھا مولاہ زید بن حارثہ الذی قد تبناہ۔ یعنی پانچویں سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب سے نکاح کیا"

پھر اسکے آگے لکھا ہے۔

"وانزل اللہ فی ذالک ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنی اسی واقعہ کے متعلق آیت خاتم النبیین نازل ہوئی"۔

عبارت مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ پانچویں سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نازل ہوئی تھی۔ اس بات کو اپنے ذہن میں رکھئے اور آگے چلئے اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ پر السنة العاشرہ کے ماتحت لکھا ہے۔

"وفی ھذہ السنة توفی ابراھیم بن الرسول یعنے اس دسویں سال رسول کریم کے صاحبزادے ابراہیم نے وفات پائی"۔

اس سے ثابت ہوا کہ آیت خاتم النبیین کے نزول کے پانچ برس بعد صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی اور اس وفات کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حدثنا عبد القدوس ابن محمد حدثنا داؤد بن شبیب الباھلی ثنا ابراھیم بن عثمان ثنا الحکم بن عتیبة عن مقسم عن ابن عباس قال لما مات ابراھیم بن رسول اللہ صلعم وقال ان لہ مرضعًا فی الجنة ولو عاش لکان صدیقا نبیا۔

یعنی میرے بیٹے ابراہیم کے نبی بننے میں صرف موت روک ہوئی ورنہ اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا اگر آیت خاتم النبیین نبوت کے لئے روک ہوتی تو رسول کریم یہ کیوں فرماتے اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا کیونکہ جب آیت خاتم النبیین اتر چکی تھی تو پھر اگر ابراہیم زندہ رہتے تو بھی نبی نہ بن سکتے تھے۔ آیت خاتم النبیین کے دروازہ نبوت روکنے کی صورت میں تو حضور کو فرمانا تھا لو عاش ابراھیم لما کان نبیا۔ یعنے اگر ابراہیم زندہ رہتا تو بھی نبی نہ ہو سکتا کیونکہ خاتم النبیین کے بعد نبی کا ہونا ممتنع ہے مگر حضور کا یہ ارشاد کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا صاف ثابت کرتا ہے کہ حضور کے نزدیک آیت خاتم النبیین مانع نبوت نہ تھی۔ بلکہ موجب اجرائے نبوت۔ باقی رہا نبی کا بالفعل ہونا۔ سو وہ ضرورت پر منحصر ہے۔ اور اس پر کہ نبوت پانے والا محمدی امت میں سے ہو۔ اور اپنے آئینہ حقیقت میں نبوت محمدیہ کا کامل انعکاس رکھتا ہو۔ سو اگر حضرت مسیح کے بعد تیرہ سو سال تک کسی نبی کے نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہو گیا تھا کہ نبوت کا سلسلہ آنحضرت کے لئے بند ہے تو تیرہ سو سال تک کسی نبی صادق کا نہ آنا یہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ آئندہ نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی

پر

دو اعتراضوں کا جواب

اس پیشگوئی پر میں مفصل بحث مئی ۱۹۱۳ء کے تشحیذ میں کرچکا ہوں اور خدا کے فضل و رحم سے کوئی مخالف اسکے جواب پر قادر نہیں ہوسکا۔ پیچھے تو رہا مگر تعجب آتا ہے کہ اس پیشگوئی کا ذکر مخالف کس منہ سے کرتے ہیں جبکہ اس پیشگوئی کے ذریعہ میرے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود کے پاس سے تیرہ نشان صداقت کے ثابت ہوئے۔ ایسی عظیم الشان پیشگوئی جس کے اندر تیرہ زبردست پیشگوئیاں پوری ہوں اس پر اعتراض کرنا حد درجے کی دیدہ دلیری اور جناب الہٰی میں گستاخی ہے۔

میں سعید الفطرت طالبانِ حق کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ خدا کے ملہم کے الفاظ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس پیشگوئی کا مقصد کیا تھا۔ لڑکی سے نکاح یا کہ ایک خاندان کو خدا کی طرف سے نازل ہونے والی رحمت و برکت سے بہرہ اندوز کرنا اور خدا کی ہستی کا ثبوت دینا آخری مقصد ہی تھا چنانچہ یہ امر حضور علیہ الصلوٰۃ کے اشتہارات سے ثابت ہے۔

ثبوت اوّل "اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی بلکہ بنیاد یہ تھی کہ فریق مخالف × × × دین کے سخت مخالف تھے × × خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے ایک شخص کی موت کو اسکی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کردیا گیا اور موت کی حد مقرر کردی گئی یہ انسان کا کام نہیں" (خط بنام محمد حسین بٹالوی)

ثبوت دوم "پس خدا تعالیٰ نے انہیں ان کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرما دیا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے" (تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

ثبوت سوم "آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کردیگا اور آپکو آفات سے محفوظ رکھکر برکت پر برکت دیگا۔"

(ب) یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ہیں جنکو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہو اب جس طرح چاہو آزمالو (۱۰ مئی ۱۸۸۸ء نور افشاں)

ثبوت چہارم ”ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا اولاد بھی عطا کی اور انمیں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا ۔ ۔ ۔ پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلائے اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان انپر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے“ (تتمہ اشتہار دس جولائی ۱۸۸۸ء)

اب ان مقاصد کو زیر نظر رکھتے ہوئے آپ ان واقعات پر غور کریں جو اس خاندان کو پیش آئے۔ مرزا احمد بیگ نے ۷ اپریل ۹۲ء کو اس لڑکی کا نکاح اور جگہ کر دیا اور بموجب پیشگوئی چوتھے مہینے ۳۰ ستمبر ۹۲ء کو فوت ہوا۔ اس موت فجاءۃ کے بعد یکدم اس خاندان کی حالت بدلی۔ اور انہوں نے شوخی استہزاء اعلانیہ تکذیب اور مخالفت چھوڑ دی جس کے نتیجہ میں وہ بقدر اپنی انابت اور خشیت خشوع اور خضوع کے ان بلاؤں سے بچ گئے جو حکم ربی کی نافرمانی کی صورت میں مقدر تھیں بلکہ بعض نے ان میں سے بیعت میں داخل ہو کر ان برکات سے حصہ پایا جو بشرط فرمانبرداری مقرر تھیں چنانچہ اسوقت کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں اس خاندان کی مندرجہ ذیل حالت ہے

۱۔ مرزا احمد بیگ صاحب ”حسب پیشگوئی فوت ہوئے“

۲۔ اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب ”خدا کے فضل سے بیعت کر چکی ہیں اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں اور یہ سب سے بڑا نشان ہے کیونکہ یہی اس رشتہ کی مانع تھیں اگر حضرت مسیح موعود کا کاروبار مفتریانہ تھا اور ان کے طرز عمل سے یہ ثبوت ملتا تھا جیسا کہ مخالفین اپنی تحریروں میں لکھتے ہیں کہ یہ درخواست نکاح خدا کے جلال کے اظہار اور اس خاندان کو برکات الٰہی سے بہرہ ور کرنے کے لئے نہیں تھی بلکہ محض نفسانی خواہشات کی بنا پر تو کم از کم یہ خاتون کبھی سلسلہ احمدیہ کو حق نہ سمجھتیں بلکہ دن بدن اور بھی دور ہوتیں اور نفرت و حقارت میں بڑھتیں مگر اب صدق دل سے ایمان لا چکی ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کے اندر کوئی ایسا زبردست صداقت کا جذبہ تھا کہ وہ باوجود ابتدائی مخالفت کے بیعت پر بغیر کسی دنیاوی اور ظاہری غرض کے مجبور

ہوگئیں ورنہ رشتہ والی بات کی کتاب اور اشتہاروں میں اشاعت ہی دنیاوی رسوم کے لحاظ سے

ایسی دکھ دینے والی بات ہو کہ بیعت تو کجا معمولی بول چال گوارا نہیں کیجا سکتی سوم مقابل

ہو کر پھر غلامی کا اقرار کرنا اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک صداقت پوری قوت کے ساتھ

اپنا جلوہ نہ دکھائے اور حق کا نور ہر طرف سے پھیلکر ہر قسم کے شکوک و شبہات کی تاریکی کو دور نہ کر دے

فتدبر۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یومنون۔

۳۔ سردار بیگم۔ وہ مرزا احمد بیگ صاحب کی دختر ہیں جو بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہیں ان کے خاوند مرزا

محمد احسن بیگ صاحب جو مرزا احمد بیگ صاحب کی اہلیہ کی بہن کے فرزند ہیں مخلص احمدی ہیں اور حضرت

خلیفہ ثانی سے نہایت تعلقات نیازمندی رکھتے ہیں۔

۴۔ عنایت بیگم۔ مرزا احمد بیگ صاحب کی دوسری دختر ہیں بیوہ ہیں اور بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ

میں داخل ہیں۔

۵۔ وہ لڑکیاں اور ہیں کہ وہ بھی مخالف قطعاً نہیں ایک فاروق بیعت کرچکا ہے اور سلسلہ کی خوش عقیدہ کہتی ہیں جو چاہے تحقیق کر کے ... ہمیں اطمینان کرادے

۶۔ اور دوسرے محمدی بیگم مرزا سلطان محمد صاحب کی بیوی اگر خدا کے فضل سے بیعت نہیں کی جو شک ہو دریافت کرلے

۷۔ مرزا محمد بیگ صاحب۔ یہ مرزا احمد بیگ صاحب کے فرزند ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل تحریر ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ "میں حضرت میاں صاحب (صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

جانشین حضرت مسیح موعود کو اپنے عقیدہ کے مطابق نیک بخت اور بزرگ سمجھتا ہوں اور مجھے احمدی

جماعت قادیان سے کسی قسم کی عداوت اور اعتراض نہیں ہے" (مرزا محمد بیگ بقلم خود الفضل ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۶ء)

۸۔ مرزا محمود بیگ۔ یہ مرزا احمد بیگ صاحب کے پوتے ہیں مرزا غلام اللہ صاحب سے کئی دفعہ کہہ چکا ہے کہ

میری بیعت کرا دیجئے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح معتقد ہے۔"

۹۔ مرزا امام الدین کی بیٹی۔ یہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کی اہلیہ ہیں اور مخلص احمدی ہیں

اور سوا مرزا صاحب موصوف ان کے گھر کے تمام بیعت میں داخل ہیں۔

۱۰۔ مرزا نظام الدین کا فرزند۔ مرزا گل محمد نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔

۱۱۔ استانی صاحبہ مرزا فضل احمد صاحب کی اہلیہ بھی بیعت کر چکی ہیں۔ بلکہ وصیت بھی جس کے

متعلق الفضل میں چھپ چکا ہے کہ انہوں نے روپیہ داخل خزانہ انجمن کرا دیا۔

۱۲۔ مرزا سلطان محمد صاحب۔ یہ داماد مرزا احمد بیگ صاحب ہیں اپنے خط میں لکھتے ہیں جس کا عکس شائع ہو چکا ہے "میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک۔ بزرگ اسلام کا خدمتگذار۔ شریف النفس خدایاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں مجھے ان کے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں۔"

اب ظاہر ہے کہ وہ خاندان اور اسکے متعلقین جن پر اس پیشگوئی کا اثر پڑنا تھا وہ تو یا احمدی ہیں یا احمدیت سے قریب او سلسلہ سے خوش اعتقاد اور یہ بیرونی لوگ ہیں کہ اعتراض کئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بھلے مانسو اگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یا اس پیشگوئی کے دوران میں ایسے امور پیش آئے یا کلمات شائع ہوئے جن سے مترشح ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کاروبار کذب و افترا پر تھا تو سب سے پہلے متاثر اس خاندان یا اسکے متعلقین کو ہونا چاہیے مگر اس کے افراد تو مرید یا اچھا خیال رکھتے ہیں اور تم بدبخت ہو کہ بیہودہ شور ڈال رہے ہو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ پیشگوئی کا اصل مقصد جو تھا وہ تو پورا ہو چکا یعنے اس خاندان کے اکثر افراد نے مان لیا کہ خدا درحقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب ہیچ اور انہوں نے تسلیم کر لیا کہ خدا نے اعجوبہ قدرت دکھلایا باقی رہے پرانے خطوط جن کی عبارتوں کو پیش کیا جاتا ہے معلوم نہیں یہ لوگ مسلمان کیوں کہلاتے ہیں کیا خدا کی کسی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے دنیاوی وسائل سے کام لینا اور خود کوشش کرنا حرام ہے کیا تمام انبیاء سے یہ وعدہ نہیں تھا کہ وہ غالب رہینگے (کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) اور انہم لہم المنصورون پھر وہ کیوں تبلیغ کے لئے جہد بلیغ کرتے اور سراً و علانیۃً لوگوں کو منت سماجت سے ڈرا کر دھمکا کر سمجھاتے تھے اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے جب وعدہ تھا کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر تو پھر کیوں موقعہ میں ہمت کر لڑائی میں تشریف لیجاتے اور تحریض المومنین علی القتال فرماتے جب فتح کا وعدہ تھا تو تم لوگوں کے عقیدہ کے مطابق گھر بیٹھ رہتے مگر ایسا تو نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ کسی پیشگوئی کے بعد اسے خود اپنے ہاتھوں سے پورا کرنے کی کوشش خلاف شریعت نہیں بلکہ ضروری ہے حضرت عمر نے جب نبی کریم صلعم کی پیشگوئی سنی تو ایک صحابی کو بلا کر اسے سونے کے کڑے پہنانے سے بچا لیا کہ یہ مردوں کے لئے جائز بھی نہیں کیونکہ چاہتے تھے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔ پس اگر حضرت مسیح موعود نے مرزا احمد بیگ صاحب یا ان کے متعلقین کو خط لکھے کہ مجھے یہ رشتہ دیدیا جائے تو اسمیں کیا گناہ ہو گیا اور اس سے ان کی صداقت میں کونسا فرق پڑ گیا۔ یہ تو حسب سنن انبیاء ضروری تھا۔ آپ ان خطوط کو اول سے آخر تک پڑھیں ان میں سوا اسکے اور کچھ نہیں۔

[illegible]۔ آپ انحراف نہ فرمائیں اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولدیگا جو آپکے خیال میں نہیں کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہو گی۔"

۳۔ وہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا۔"

ان فقرات سے ظاہر ہے کہ آپکی تمام تر سعی محض خدا کے جلال کے اظہار اور اس خاندان کو برکات الٰہی سے بہرہ ور کرنیکے لئے تھی نہ کسی نفسانی غرض سے اور وہ کون نبی ہے جو اپنی قوم کے لئے اس بات کا حریص نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے انعامات سے حصہ پائے چونکہ خدا کے انعام کا کامل طور پر نزول اس بات کے ہے شرط تھا۔ اس لئے آپنے چاہا کہ یہ شرط پوری ہوجائے اس کے بعد جتنی مخالفت انہوں نے کی اتنا ہی دکھ اٹھایا اور جتنی موافقت کی اتنا انعام لیا۔

ہاں ان خطوط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر یہ رشتہ نہ ہوگا تو میرا بیٹا فضل احمد بھی اپنی بیوی کو طلاق دیدیگا اسے بے انصافی اور ظلم کہا جاتا ہے۔ میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے آپ یہ بات سمجھیں کہ یہ پیشگوئی کسی نفسانی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا کی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے اور اسکے کاموں کو اس خاندان اور دوسرے جہان پر ظاہر کرنے کے لئے۔ اب جو لوگ خدا کے کلام کی مخالفت کرنے پر تلے ہوں اور جو کچھ اس نے اپنے بندے کے ذریعہ چاہا ہو۔ اسکی خلاف ورزی پر کمر بستہ ہوں ضرور تھا کہ ان سے بکلی قطع تعلق کر لیا جائے تا کہ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کے ماتحت نہ آجائیں بغاوت تو خاندان کا ایک سرگروہ کرتا ہے مگر دنیا میں بھی گورنمنٹ اسکے سب افراد کو جلاوطن کر دیتی ہے جن میں ان کے معصوم بچے بھی ہوتے ہیں۔ جو مطلق نہیں جانتے کہ ان کے باپ نے کیا جرم کیا اور اسی طرح کئی بھائی بند ہوتے ہیں کوئی دوست دوسرے دوست سے ناراض ہوتا ہے تو بعض اوقات اسکے دئیے ہوئے تحفے بیجان اور جاندار واپس کر دیتا ہے حالانکہ ان کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا۔ خدا جو احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہے عذاب بھیجتا ہے تو اس میں نہ صرف جانور مرتے ہیں جو یقیناً گنہگار نہیں بلکہ کئی انسانی بچے بھی انہی مجرموں کے ساتھ ہلاک ہو جاتے ہیں جن کے لئے وہ عذاب آیا تو کیا کہو گے خدا نے ظلم اور بے انصافی کی بالغوں کو جب کوئی بیماری آتی ہے یا مصیبت تو کہا جاتا ہے کہ مومنوں کے لئے گناہوں کا کفارہ ہے اور کافروں فاسقوں کے لئے سزا مگر مومن بچے سخت سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اسکا کیا جواب ہے۔ یہی کہ ان کے متعلقین رجوع الی الحق کریں۔ یا ان بچوں کے دکھ کی وجہ سے جو دکھ ان سے گنہگاروں کو ہوتا ہے وہ بطور سزا ہو پس اسی طرح یہ معاملہ ہے جب ایک خاندان کے سرگروہ نے اپنے لئے برکات الٰہی کو پسند نہ کیا تو ضروری تھا

کہ پیشگوئی کے مطابق وہ قہری نشانات سے حصہ پائے سو اسکے لیے کئی صورتیں ہو سکتی تھیں یعذبہم
اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیہم (توبہ) صحابہ کرام کو فرمایا کفار کے متعلق پیشگوئی تھی کہ ایک سال
کے اندر ان پر عذاب آئیگا آخر وہ عذاب جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کو حکم ہوا
کہ تم اپنے ہاتھوں میں تلوار اٹھا کر ان کو عذاب دو۔ اب کیا اس پر کہو گے کہ پیشگوئی عذاب کی فرمائی۔ اور پھر
خود ہی عذاب دینے لگے ہرگز نہیں تلوار اٹھانے میں ایک نشان تھا کہ قلیل گروہ کثیر پر باوجود حشمت و شوکت
فتحیاب ہوگا پس ان کی کسی لڑکی کا مطلقہ ہونا بھی ایک شق تھا خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ پورا کرا دیا۔ دوم
ایک خاندان سے ایک نبی کا بالکل تعلق منقطع کر لینا بھی تو ایک عذاب ہی ہے کیونکہ ما کان اللہ لیعذبہم
وانت فیہم کے مطابق رسول کی موجودگی عذاب الٰہی کو روکنے والی ہوتی ہے آخر بعض رشتوں کے ذریعہ کسی
نہ کسی پہلو سے ان کو ان برکات و انعامات سے حصہ ملتا تھا جو نبی کے گھرانے کے لیے مختص ہیں۔ خدا کی وحی
کی نافرمانی کی پاداش میں اس سے محروم کرنا ضروری تھا۔ سوم جب انھوں نے خود چاہا کہ اپنے تئیں قہر الٰہی کا
مورد بنایا تو حضور کے لیے ضروری تھا کہ اس خاندان کے کسی فرد کا تعلق اپنے یا اپنے متعلقین کے ساتھ نہ
رہنے دیں تا کہ کسی نہ کسی طریق سے آپ کو بھی اس قہر کا گزند نہ پہنچے۔ چہارم لوطؑ کا واقعہ دیکھو خود ہی عذاب
کی پیشگوئی کی۔ مگر جب عذاب آنے لگا تو خود ان کو حکم ہوا کہ یہاں سے راتوں رات نکل جاؤ۔ اب اگر تم جیسے
معترضین تو کہینگے کہ جب عذاب کفار اور مجرمین کے لئے تھا تو حضرت لوط کو کیا خوف تھا وہیں رہتے۔ اور
بچ جاتے مگر خدا کی یہ سنت نہیں وہ نافرمانوں سے نبیوں کا تعلق بکلی منقطع کرا دیتا ہے دیکھو حضرت لوط کی بیوی
نے اپنے رشتہ داروں سے کچھ تعلق رکھا (حالانکہ وہ پیشگوئی پر تو ایمان رکھتی تھی اور حضرت لوط کو مفتری نہیں جانتی
تھی) تو اسی عذاب کی لپیٹ میں آگئی۔ عذاب کے نزول کے وقت مومنوں کو حکم ہوتا ہے کہ لا یلتفت منکم
احد[۱]۔ التفات نہ ہو۔ پس جب کسی نے چاہا کہ وہ قہری نشانوں کا مورد بنے تو ادھر سے ہر پہلو قطع تعلق کر لیا گیا
چنانچہ حضور کی اہلیہ جو ان کی طرف ملتفت تھیں۔ اس کو بھی قطع کر کے تو اور ان کے دکھوں میں زیر آیت
یعذبہم اللہ بایدیکم (توبہ) اضافہ کرنے اور نیز اپنے بیٹے کو قہر الٰہی سے بچانے کے لیے ارشاد فرمایا
کہ اپنی بیوی کو جو اس مخالف خاندان کے سرگروہ کی قریبی ہے طلاق دیدے اور یہ سب کارروائی اللہ کے حکم
سے کی اسی کے جلال کے لیے اسی کی خاطر کی۔ نفسانی غرض اسمیں شامل نہیں۔ اسپر یہ اعتراض جو کیا جاتا ہے
کہ فضل احمد کیسے بغیر کسی گناہ کے اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا۔ سو ایک شق اسکی تو یہ ہے۔

[۱] قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امرأتک
انہ مصیبہا ما اصابہم ان موعدہم الصبح الیس الصبح بقریب (ہود)

عن ابن عمر قال کانت تحتی امراءۃ وکان عمر یکرھھا فقال لی طلقھا فابیت فاتی عمر النبی صلعم فذکر ذالک لہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلقھا رھو(ابو) داؤد

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اس کی ایک بیوی تھی اور حضرت عمرؓ اسے ناپسند فرماتے تو ارشاد کیا کہ اسے طلاق دے دو۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے کہتے ہیں میں نے انکار کیا حضرت عمرؓ نے نبی کریمؐ سے شکایت فرمائی تو حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے طلاق دیدے

۳

عن ابی درداء ان رجلا اتاہ فقال ان لی امرءۃ وان امی تامرنی بطلاقھا فقال سمعت رسول اللہ صلعم یقول الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذلک الباب او احفظھا (ترمذی)

ابو الدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آکر کہنے لگا میری ماں کہتی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو تو جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ باپ جنت کے بیچ کا دروازہ ہے چاہتے ہو تو نافرمانی کر کے دروازے کو کھو دو۔ چاہو تو فرمانبرداری کر کے محفوظ رکھ لو۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ بیٹے کو اگرچہ بیوی اپسند بھی ہو تو بھی باپ کے حکم کی تعمیل ضروری ہے اور باپ اپنے بیٹے کو حکم دے سکتا ہی کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے وجوہات متذکرہ بالا سے ایسا حکم دیا تو بالکل بجا کیا حضورؑ نے اس خط میں جو مرزا احمد بیگ کے نام ہے اور جو ۴ جولائی ۱۸۹۰ء کو لکھا گیا ہے تحریر ہے کہ "یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی نظر اسکی طرف لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ کوئی نفسانی معاملہ نہ تھا بلکہ بات تو اسپر آرہی تھی کہ اسلام کی فتح ہوتی ہے یا دوسرے مخالف مذاہب کی پس جو خاندان یا شخص اسلام کے مخالف مذاہب کی امداد اپنے افعال یا اقوال سے کر رہا تھا اس سے قطع تعلق بہرصورت ضروری تہا چونکہ اس قطع تعلق سے خدا کا غضب نازل ہونا تہا اسلئے آپ نے اس غضب سے بچانے کے لئے ازراہ کمال ہمدردی تمام رشتہ داران کو متنبہ کیا اور ہر طرح سے مرزا احمد بیگ صاحب کو بچانا چاہا چنانچہ آپ نے مرزا علی شیر بیگ کو بھی خط لکھا کہ ان کی بیوی مرزا احمد بیگ کی بہن بھتیں اور نیز ان کی بیٹی عزت بی بی مرزا فضل احمد

حضور کے بیٹے کی بیوی تھیں آپ مرزا علی شیر بیگ کو ۴ مئی ۱۸۹۱ء کے خط میں لکھتے ہیں۔

"آپ کے گھر کے لوگ (مرزا فضل احمد کی ساس۔ مرزا احمد بیگ کی بہن) اس مشورہ میں ساتھ ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جائے ۔۔ مجھکو بچا لینا اللہ کا کام ہے"

۔۔ آپکی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دیدے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کی مرضی کے خلاف نہیں کرینگے یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں ۔۔ لہذا میں نے ان (والدہ عزت بی بی زوجہ مرزا احمد بیگ) کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی (مرزا احمد بیگ) کو اپنے ارادہ سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپکی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپکی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا"

ان سطور کو پڑھکر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے کیوں اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور بصورت نافرمانی اس حکم کے وہ عاق ہے یعنی کہ اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر حرف آتا تھا۔ اس کی مخالفت درحقیقت اسلام کی مخالفت تھی کیونکہ اصل مقصود نکاح نہ تھا۔ بلکہ خدا کی وحی کا جس سے قبل از وقت اطلاع دیگئی تھی پورا ہو کر یہ ثابت کرنا کہ خدا ہے اور وہ اپنے ماموروں کے ساتھ ہے اور سلسلہ احمدیہ برحق ہے مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ اس معاملہ میں اپنے بھائی کی مددگار اور حضرت مسیح موعود کی مخالف تھیں وہ خود مطالبہ کرتی تھیں کہ ان کی لڑکی کو طلاق دیا جائے۔ پس ایک غیرتمند کے لئے ضروری تھا کہ جو اس سے قطع تعلق کرنا چاہے اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

پس نظر بریں وجوہات نہ تو یہ پرائیویٹ خطوط جو مخالفین کی طرف سے بڑے فخر سے پیش کئے جاتے ہیں قابل اعتراض ہیں اور نہ یہ پیشگوئی ایسی ہے جس کی نسبت نیک دلی سے کہا جا سکے کہ پوری نہیں۔ پیشگوئی تو چودہ پیشگوئیوں کے رنگ میں پوری ہوئی ہے

(اکمل)

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بشارات القرآن

پیشگوئی نمبر ۵۵

انعام ع - اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ (ترجمہ) کیا نہیں دیکھا اہل مکہ نے کہ کتنے گروہ ہمنے ہلاک کئے پہلے ان سے ایسے ایسا قابض کیا تھا ہمنے ان کو زمین میں کہ نہیں غلبہ دیا ہمنے تم کو اور بھیجا تھا ہمنے اوپر ان کے مینہ زور کا آسمان سے اور ندیاں جاری کیں نیچے سے پس ہلاک کیا ہمنے ان کو بباعث ان کے گناہوں کے اور بعد اسکے پیدا کئے ہمنے اور گروہ۔

آیت ہذا میں اللہ تعالےٰ نے اہل مکہ کو بطور پیشگوئی کے یہ بات سنادی کہ پہلے انبیاء کے منکروں کا حال دیکھ لیں کہ وہ کیوں ہلاک کئے گئے پس اگر تم بھی ایسا ہی کروگے تو ہم بھی ویسا ہی کرینگے اور بیشک منکران محمدؐ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔

پیشگوئی نمبر ۵۶

انعام ع قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ ○ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ (ترجمہ) اے نبی اہل مکہ کو کہدے کہ سیر کرو زمین میں پھر حق بین آنکھوں سے دیکھو کہ کیونکر ہوا انجام تکذیب کرنیوالوں کا پھر یہ بھی کہدے کہ کس کے واسطے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کہہ اللہ کے لئے جس نے لکھ رکھا ہے رحمت کو مقدم اپنی ذات کے لئے وہ خدا ضرور ہی تم سب کو جمع کریگا طرف اس دن کے (کہ روحانی مردے زندہ کئے جائینگے) اس دن کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں وھو القاھر فوق عبادہٖ۔

آیت ہذا میں یہ فرمایا کہ اہل مکہ زمین پر نظر کرو اور تاریخی طور پر دیکھو کہ کیسا برا انجام کیا ہمنے مکذبین حق کا

پھر فرمایا آسمان و زمین کے اختیارات کس کے ہاتھ میں ہیں وہی جو رحمٰن و الاحد ہے ضرور وہ متفرق عرب کو دین اسلام پر جمع کریگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

پیشگوئی نمبر ۵۷

انعام ع۲۔ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۔ (ترجمہ) اے نبی کہہ کہ وحی کی جاتی ہے میری طرف یہ قرآن مقدس اسلئے کہ اہل مکہ میں ڈراؤں تمکو ساتھ اس قرآن کے اور ان لوگوں کو بھی جن کے پاس یہ پہنچ جائے۔

آیت ہذا میں بڑی زبردست بشارت کا ذکر فرمایا کہ یہ قرآن وحی الٰہی ہے اور جو اسکا اختلاف کرے اسکے لئے میں عذاب الیم سے ڈراتا ہوں اور ان لوگوں کو بھی معذب ہونے سے خائف کرتا ہوں جن کے پاس یہ کتاب پہنچے سو یہ پیشگوئی پوری ہوئی جنہوں نے اسکی عزت و عظمت میں شبہ کیا انکار کیا ہلاک ہوئے رسوا ہوئے

پیشگوئی نمبر ۵۸

انعام ع۔ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ ۔ (ترجمہ) بیشک وہ ظالم مشرک کبھی مظفر و منصور نہیں ہونگے اور ایک روز جمع کرینگے ہم ان کو پھر کہینگے ہم انکو جو مشرک تھے آج کہاں ہیں وہ تمہارے معبود باطل۔

آیت ہذا میں دو پیشگوئیاں سنائی گئیں ایک یہ کہ ظالم و مشرک صحابہ کرام کے مقابلہ پر کبھی مظفر و منصور نہ ہونگے گو ان کے پاس کتنی ہی فوجیں کیوں نہ ہوں۔

دوسری یہ کہ ایک دن آنے والا ہے کہ ہم عرب کو اسلام پر جمع کرکے کہینگے کہ بولو آج وہ تمہارے لات و عزّیٰ وغیرہ کہاں ہیں۔ وہ تو اسوقت ٹوٹ بھی چکے ہونگے۔

پیشگوئی نمبر ۵۹

انعام ع۔ قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ یعنے اے رسول اہل مکہ کو کہدے کہ میں بہت خائف ہوں کہ میں کوئی خدا کی نافرمانی کروں یوم عظیم کے عذاب سے۔

آیت ہذا میں یوم عظیم سے عذاب اہل مکہ کا یوم مراد ہے وہ دن مسلمانوں کے لئے عید عظیم کا دن ہوگا اور کفار کے لئے عذاب کا عظیم یوم جو قریب ہی آنے والا ہے سو یہ پیشگوئی یوم العید و یوم الفتح مکہ

کے روز پوری ہوئی جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔

پیشگوئی نمبر ۶۰

انعام ع۴۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (ترجمہ) اے نبی اہل مکہ کے انکار کا غم نہ کھا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو جمع کر دیتا ہدایت پر (لیکن وہ جبر نہیں کرتا ہے) اور اے مخالف تو جاہلوں سے نہ ہو۔ سوائے اسکے نہیں کوئی قبول کرینگے وہ جو کانوں سے سنتے ہیں اور اگرچہ وہ موتے ہیں مگر ان کو اللہ تعالیٰ اٹھائیگا پھر وہ سب کے سب اپنے اللہ معبود برحق کی طرف سچا رجوع کر جائینگے سو یہ خدا کی اٹل باتیں پوری ہوئیں۔ مردے زندے ہوئے کئی کافر اسلام لائے۔

پیشگوئی نمبر ۶۱

انعام ع۵ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (ترجمہ) اے نبی کہہ اے اہل مکہ کو کیا تدبیر دیکھتے ہو تم اگر آجاوے عذاب اللہ کا اچانک یا ظاہر اور وہ نہیں ہلاک کریگا مگر قوم ظالم مشرک کو اور جو سچا ایمان لاوے اور اعمال نیک کرے پس ان پر (وہ پہلے) خوف اور غم ہرگز نہیں ہینگے (بلکہ خوشیوں اور راحتوں سے بہرہ پائینگے۔

اور پھر آیت ہذا کے پچھلی آیت میں فرمایا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین یعنی جب یوم الدین کے زمانہ میں ظالم مشرکوں کو سزا دیجاتی ہے تو پھر سارا زمانہ الحمد للہ کا آجاتا ہے اور بتوں کی بجائے خدا واحد کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔

پس ان آیات میں یہ زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ کہ عذاب اللہ کا ہمیشہ ظالموں کو ہی ہلاک کریگا۔ اور جب۔ ان کی بیخکنی کی جاسے گی تو پھر معاً عہد توحید قائم ہو جائیگا۔ سو خدا کی باتیں خطہ عرب میں ایسی ہی پوری ہو گئیں ہیں۔

درس الحدیث

(از افاضات حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح ثانی)

باب احب الصلوٰۃ الی اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا۔ کہ آپ کچھ رات تک عبادت کرتے رہتے پھر سو جاتے تعجب ہے بعض لوگ اپنے پیروں کو یہاں تک بڑھا دیتے ہیں کہ فلاں صاحب تو چالیس دن سوئے ہی نہیں بلکہ دن رات جاگتے ہی رہے یہ ایک جھوٹا الزام ہے جو ان بزرگوں کے ذمے لگایا جاتا ہے نبی کریم صلعم نے ایسا کبھی نہیں کیا تو وہ کیسے اس طرح کر سکتے ہیں۔

حدیث ابوالیمان ۔ اس حدیث سے ہمیں ایک نہایت عمدہ سبق ملتا ہے جب دو آدمی ایک چیز کے متعلق جھگڑا کریں ایک اسے اپنا حق تبلائے دوسرا اپنا۔ تو اس وقت اگر اس چیز کو تباہ کرنیکا فیصلہ کیا جائے تو جو سچا ہے وہ ضرور یہ کوشش کریگا کہ یہ چیز تباہ نہ کی جائے اگرچہ مل مخالف ہی کو جائے اور جھوٹا یہ کوشش کریگا کہ اگر مجھے نہیں ملتی تو چلو اس کا جھگڑا ہی ختم کرو اور اسے تباہ کرو۔ اور وہ ضرور اسے ناکارہ کرنے کی کوشش کریگا۔ دو عورتیں تھیں دونوں کا ایک ایک بچہ تھا۔ ایک دن جو بڑی تھی اس کے بچے کو بھیڑیا لے گیا۔ اس نے چھوٹی کا اٹھا لیا یہ عادت گنواروں اور جہال میں ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کے بچے کو زور سے اپنا بچہ بنا لیتے ہیں آخر یہ جھگڑا حضرت داؤد کے پاس گیا۔ انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ دیا۔ مگر وہ سلیمان کے پاس گئیں۔ تو حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ بچے کو نصف نصف کر دو۔ اور ایک ایک ٹکڑا دونوں کو دے دو۔ تب بڑی عورت تو چپ رہی مگر چھوٹی بول اٹھی کہ نہیں بچے کو مارو نہیں یہ اسی بڑی کا ہے اسے ہی دیدو۔

اس کے دل میں درد تھا اسلئے اسنے نہ چاہا کہ۔ اسے مارا جائے اور بڑی کا بچہ نہ تھا۔ اس کے دل میں درد نہ تھا وہ چپ ہو رہی تب حضرت سلیمان تاڑ گئے اور بچہ چھوٹی کو دلا دیا

ریویو

تاریخ یہود جو میں نے وی پی منگوائی ہے اس صحیح اور مبسوط تاریخ ارض مقدس کا حصہ اول ہے جس میں بنی اسرائیل کی تاریخ آغاز سے انجام تک پوری آگئی ہے مرتبہ مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ یہ کتاب میرے نزدیک ہر ذی استطاعت تاریخ دوست علمی مذاق رکھنے والے احمدی کے پاس ہونی چاہیے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہو سکے گا کہ یہود پہلے کیا تھے؟ اور پھر کیا بن گئے۔ ان کے تنزل کے کیا وجوہات ہیں جب ہم ہر روز دعا کرتے ہیں غیر المغضوب علیہم تو ان مغضوب علیہم کے حالات سے بھی آگاہ ہونا چاہیے تاکہ ہم ان کے قدم بقدم چلنے سے بچ سکیں حجم ۷۶۵ صفحے قیمت عہ؍ مجلد عار؍ تعجب ہے کہ شرر صاحب نے یہ کتاب صرف ۲ زیادہ چھپوائی ہے گویا انہیں اپنی قوم کی قدردانی پر بھروسہ نہیں اس پر مزید تبصرہ آئندہ اشاعت میں بشرط ضرورت ہوگا۔

پنجاب کی سوغات میں احمدی جماعت کے لئے اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں کہ لڑکیوں اور بچوں کے پڑھنے کے لئے ایسا سلسلہ کتب ہو جس سے باتوں ہی باتوں میں خداشناسی زندہ دلی روشن خیالی خوش خلقی فرض شناسی۔ بیداری۔ تقویٰ پرہیزگاری سچی شائستگی اور دینداری کی روح پیدا ہو جائے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے سلسلہ کے مشہور و مسلم اہل قلم ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی سابق ایڈیٹر الفضل کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی اور انہوں نے "پنجاب کی سوغات" کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے جس کی زبان بہت ستھری اور طرز تحریر مؤثر ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ماسٹر صاحب نے بہت سی دینداری کی باتیں ایک دلچسپ قصہ کے پیرائے میں سکھلانے کی کوشش کی ہے اس رسالہ کا نام بھی اپنے اندر ایک جذب رکھتا ہے مگر مجھے ماسٹر صاحب سے دوستانہ شکایت ہے کہ جس چیز کا نام انہوں نے پنجاب کی سوغات رکھا ہے وہ پنجاب کی سوغات نہیں بہرحال یہ ایک فروگذاشت ہے جس پر لائق مصنف کی نیکدلی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نوٹس نہیں لیتا۔ ورنہ سچ ہم بھی ہوں ویسے آزاد تو کچھ دور نہیں کہتے جو زمانہ کا تقاضا ہے ہی۔ اس رسالہ کی چھپوائی لکھوائی کاغذ قابل ستائش ہے اور ضخامت قیمت ہے ایک پیسہ ہیں۔ میں احباب منگوا کر اپنے اعزہ میں تقسیم کریں۔ ماسٹر صاحب کا حوصلہ بڑھائیں تاکہ یہ سلسلہ جاری رہے۔

مرہم عیسیٰ کے فوائد سے ہر ایک احمدی واقف ہے یہ مرہم پھوڑے۔ پھنسیاں پرانے ناسور خنازیر وغیرہ وغیرہ کیلئے نہایت مجرب ہے۔ یہ مرہم کچھ عرصہ سے ختم ہو چکی تھی اب تیار ہو گئی ہے جن اصحاب کو ضرورت ہو منگوالیں۔ اب کے دفعہ چھوٹی ڈبیہ بھی تیار کرائی گئی ہے تاکہ ہر ایک خرید سکیں۔ ڈبی کلاں۔ ڈبی درمیانی۔ ڈبی خورد (تشحیذ الاذہان) قادیان سے طلب کریں

قیمت عہ؍ قیمت ۱۲؍ قیمت ۱۰؍

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

۵۷

جس کا درد وہی جانتا ہے
دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یوں تو کوئی ایسا مرض نہیں جسکی تکالیف سے مریض نالاں اور پریشان نہ ہو مگر دمہ کے مریض خاصکر دیکھے ناقابل برداشت تکلیف سے واقعی بہت ہی پریشان ہوتے ہیں بعدہ رات کو سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلے جاتے ہیں اور نیند حرام ہوجاتی ہے ہمیشہ آجتک کسقدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیا سے بنیگی۔ اور وہ تھوڑے بات ڈونا پوٹاس ای ووڈائڈ دیکر بنتی ہے اسلئے فائدہ ہو تو دو دن کا مریض ہمیشہ مبتلا رہا جاتا ہے ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزار ہا مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ہیں آپنے بہت خرچ کیا ہوگا لیکن ایکمرتبہ اسے بھی آزمالیں اسمیں نقصان نہیں قیمت عہ فی شیشی محصولڈاک ۵ر اس دوا کے دو خاص فوائد ہیں (۱) ایک دو خوراک میں دمہ دبتا ہے (۲) اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا ہے اور جب تک استعمال رہے دمہ نہیں ہوتا ہے دیکھیے بابو کالکا پرشاد صاحب موضع کیرو ساضلع جالون سے کیا لکھتے ہیں آپکی دمہ کی دوا نے مجھے اسقدر صحت پہنچائی ہے کہ آپکے احسان اور دمہ کی دوا کی تعریف نہیں کر سکتا۔

فصلی بخار و تلی کی دوا

فصلی بخار اور تلی کے لئے یہ ایک ہی دوا ہے

آجکل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے انمیں عموماً کونین رہتی ہے اسلئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک دیتی ہے لیکن آرام نہیں کر سکتی ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایکدم آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور عوام کا فائدہ مد نظر رکھکر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے اسمیں تین خاص صفتیں ہیں (۱) ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے چار پانچ خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ تلی کو گلا دیتی ہے قیمت فی شیشی ۱۲؍ شیشی خورد ۸؍ محصولڈاک ۵؍ دو شیشی ۶؍

کلوروڈائن

یہ انگریزوں کی ایک شافی دوا ہے ہیضہ مروڑ خواہ کسی صورت سے ہو انکی ایک ہی خوراک سے جاتی ہے اور دست اور پیچش کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دوا خانہ سے بنوایا ہے اور دیگر کلوروڈائن سے کہیں بہتر ہے اسلئے بازاری کلوروڈائن کو نہ خرید کر سکے اس کلوروڈائن کو خریدیں قیمت ۱۰؍ اعدہ ایک درجن کے چار روپے (للعہ)

محصولڈاک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ